اس واقعہ پر یوں تبصرہ کیا ہے :۔

" مسٹر جناح نے بے حد دانش و تدبیر سے کام لیا کہ مولوی عبدالحامد بدایونی کی اس قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت نہ دی جس کا منشاء یہ تھا کہ احمدیوں کو مسلم لیگ کا ممبر نہ بنایا جائے ہمیں اس مسئلہ کے متعلق مسٹر جناح کے مسلک کی نسبت کچھ بھی شبہ نہیں ہوا۔ انہوں نے کشمیر کی پریس کانفرنس میں صاف صاف فرمایا تھا کہ فرقوں کی بحث نہ اٹھاؤ ہر مسلمان مسلم لیگ کا ممبر ہو سکتا ہے ...... قرارداد کو رد کرنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسٹر جناح اس قسم کی تفریق آمیز تجاویز کو ملت کے مقاصد کے لئے نقصان رساں سمجھتے رہے ہیں "۔ (انقلاب لاہور ۱۳۔ اگست ۴۴ء)

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ

اللہ تعالیٰ جو انسان پر فضل و احسان کرتا ہے اور نعمتیں اسے دیتا ہے انہیں کوئی گن نہیں سکتا۔ ناشکرا انسان شاید اسے میرا مبالغہ سمجھے مگر قرآن کریم تو مبالغہ سے پاک ہے۔ وہ خود فرماتا ہے وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا ط ان الانسان لظلوم کفار (ابراہیم ۱۴۔ ۳۴) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ " اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو انہیں گن نہ سکو گے۔ یقیناً انسان (اپنے نفس پر) بڑا ظالم اور بڑا ہی ناشکر گزار ہے "۔ اللہ تعالیٰ جو ظاہری نعمتیں دیتا ہے انہی کو گننا ناممکن ہے۔ باطنی نعمتیں ان سے بھی بڑھ کر اور لاانتہا ہیں۔ اور ان میں سے سب سے بڑی نعمت وہ روح ہے جو اس نے صرف انسان میں پھونکی ہے اور کسی اور مخلوق کو نہیں دی۔ جب فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سٰجدین (سورۃ الحجر ۱۵۔ ۲۹) " یعنے سو جب میں اسے ٹھیک ٹھاک بنالوں اور اپنی روح میں سے اس میں پھونکوں تو تم اس کی فرمانبرداری میں گر پڑنا "۔ اور چونکہ فرشتے تمام کائنات کی طاقتوں پر مقرر ہیں اس لئے ان کی فرمانبرداری تمام کائنات کی فرمانبرداری کے مترادف ہے۔

تو اس روح کی وجہ سے انسان نہ صرف زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بنا بلکہ اسی روح کی وجہ سے وہ اخلاق الٰہی اور صفات الٰہی کو اپنے اندر پیدا کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب دن بدن حاصل کرتے ہوتے آخر لقاء الٰہی سے سرفراز کیا جاتا ہے جو کہ انسان کی زندگی اور اس کی پیدائش کا مقصد ہے۔ اور اسی لئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تخلقوا باخلاق اللہ (یعنے اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو) اور قرآن کریم خود فرماتا ہے صبغۃ اللہ ج ومن احسن من اللہ صبغۃ ز ونحن لہٗ عٰبدون o (البقرۃ ۲۔ ۱۳۸) " اور اللہ کا رنگ اور اللہ سے بہتر کس کا رنگ ہے اور ہم اسی کی فرمانبرداری کرنے والے ہیں "۔ اللہ کے رنگ میں رنگین ہونا اسی کی صفات میں رنگین ہونا ہے۔ اور اللہ کا رنگ اسی کی فرمانبرداری سے پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے جو احکام دیئے ہیں وہ بھی انسان میں اپنی صفات اور خوبیاں پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ اگر وہ سبحان یعنے بے عیب ہے تو انسان کو بھی تقوٰے کے احکام دے کر بے عیب کرنا چاہا ہے اور اگر وہ تمام تعریفوں یعنے اعلیٰ صفات اور خوبیوں کا مالک ہے تو ان کو بھی قرآن حکیم میں بالتفصیل بیان فرما کر انسان کو ترغیب دی ہے کہ وہ بھی انہیں حاصل کرے۔ مثلاً اگر اللہ تعالیٰ میں رحم ہے تو انسان کو بھی بار بار دوسروں پر بلکہ تمام مخلوق پر رحم کرنے کا حکم ہے اسی لئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السمآء

یعنے جو زمین میں ہیں ان پر تم رحم کرو تو جو آسمان میں ہے (یعنے اللہ تعالیٰ) وہ تم پر رحم کرے گا "۔

(اقتباس از خطبہ جمعہ جناب نصیر احمد فاروقی)

جماعت راولپنڈی کی تعزیتی قرارداد

آج ۱۶/۷/۸۲ کو مسجد مبارک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ راولپنڈی کا ایک ہنگامی اجلاس بعد از نماز جمعہ زیر صدارت محترم میاں شریف احمد صاحب منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

مکرم میاں فاروق احمد شیخ صاحب نے مورخہ ۱۴/۷/۸۲ نماز تراویح میں یہ افسوسناک خبر سنائی کہ شیخ عزیز احمد صاحب وزیرآبادی وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ اجلاس محترم شیخ عزیز احمد صاحب وزیرآباد کی ناگہانی وفات پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ ہمارے مرحوم بھائی کو اپنی جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے۔ اور ان کے اعزہ و اقارب کو یہ نقصان عظیم برداشت کرنے اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

یہ اجلاس ان کی بیگم صاحبہ، صاحبزادوں، صاحبزادیوں اور ان کے بھائیوں سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لئے دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو اور ان کو شیخ صاحب مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شیخ صاحب مرحوم صاف گوئی سے کام لیتے تھے۔ ان کا ظاہر اور باطن ایک تھا۔ ان کے قول اور فعل میں کوئی فرق نہ تھا۔ اور انہوں نے احمدیت کے ساتھ ہمیشہ گرمجوشی سے ساتھ دیا۔ سلسلہ کے ساتھ انہیں والہانہ عقیدت تھی۔ ان کی زندگی نہ صرف تقوٰی و طہارت اور اخلاص سے معمور تھی بلکہ وہ خدمت دین کا بے پایاں جذبہ رکھتے تھے۔ وہ انجمن کے لئے خصوصیت سے ایک سرکردہ رکن کی حیثیت سے ہمیشہ تقویت کا موجب تھے۔ ان کی وفات انجمن اور جماعت کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان کا باعث ہے۔

قرار پایا کہ اس کی نقول بیگم صاحبہ عزیز احمد مرحوم، محترم شیخ نثار احمد صاحب، شیخ غلام احمد صاحب، شیخ ممتاز احمد صاحب اور ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح کو برائے اشاعت بھیجی جائیں۔

والسلام

خاکسار خواجہ محمد نصیر اللہ، آنریری سیکرٹری جماعت راولپنڈی

شکرانہ

چند ہفتے پیشتر سیالکوٹ چھاؤنی کے نہایت محترم بھائی مرحوم شیخ عبدالمجید کے بیٹے ڈاکٹر شیخ شاہد حمید کو راولپنڈی سے سیالکوٹ بذریعہ کار آتے ہوئے کھاریاں کے قریب حادثہ پیش آیا۔ جس میں ان کی ایک ٹانگ کو شدید چوٹ آئی۔ ان کی ہمشیرہ طاہرہ پرویز، ایک بھانجی اور کار میں سوار دیگر افراد کو بھی زخم آئے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ حادثہ کی سنگینی کے باوجود جانیں محفوظ رہیں۔ شکرانہ کے طور پر طاہرہ پرویز نے ۲۰/- روپیہ اور ڈاکٹر شاہد حمید نے ۱۰/- روپیہ عطیہ اشاعت اسلام مرحمت فرمائے ہیں۔ خدا ان نیک بچوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین۔

پاک وجود کا علم ہوتا ہے جسکے حضور حاضر ہو کر یہ عظیم الشان فائدہ اٹھا رہا ہوں جس نے نہ صرف نہیں لاکھوں بلکہ دنیا کے سارے مال و متاع سے مجھے مستغنی کر دیا ہے

میں نے یہ باتیں اسلیے نہیں کی ہیں کہ میں تمہیں یہ بتاؤں کہ امام کے ساتھ میرا کیا تعلق ہے انما الاعمال بالنیات میری غرض فقط یہ ہے کہ میں تم لوگوں کو خصوصاً اُن دوستوں کو جو مجھ پر حسن ظن رکھتے ہیں اُن فوائد سے اطلاع دوں جو

مجھے یہاں رہ کر حاصل ہوئے ہیں اور جنھوں نے دنیا کی ساری دولت کو میرے سامنے ہیچ کر دیا ہے۔

تم بھی یہاں رہ کر وہ بات حاصل کریں جو حضرت امام کے آنے کی اصل غرض ہے۔ اس امر کے اظہار سے میری یہ بھی ایک غرض ہے کہ ان کو ابتلا سے بچاؤں جو کبھی کبھی بدظنی کر بیٹھتے ہیں کہ ہم دوسروں کو حقیر سمجھکر بلانے پر فدا ہیں اور کیا نہیں جاتا۔

تم جو یہاں موجود ہو یا دیکھو خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہاں اپنے ہی فضل سے مجھے اس راہ کی ہدایت فرمائی ہے کہ الٰہی فیوض و برکات کے حصول کا اصل ذریعہ ایمان باللہ اور تقویٰ ہی ہے

مگر ایمان باللہ اور تقوی اللہ کی حقیقت و کیفیت پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ صادق کی صحبت میں نہ رہے اور مجھے اپنی ذات پر تجربہ کرنے سے اسکی قدر معلوم ہوئی ہے اسلیے میں کھولکر کہتا ہوں کہ اگر چاہتے ہو کہ وہ انوار سماوی اور روحانی برکات حاصل کرو جو روح کے تقاضوں کی انتہا ہیں تو سنو! یہاں آؤ اور صادق کی صحبت میں رہو اور اس سے وہ فیض لو جو وہ لیکر آیا ہے

ایڈیٹر۔ لاریب اگر ہر شخص اُس حقیقت کی تہ تک پہونچ جاتا جہاں حکیم الامۃ نے قدم رکھا ہے تو امام الزمان سلمہ الرحمن یہ نہ فرماتے

چہ خوش بودے اگر ہریک ز امت نور دیں بودے

ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

کہ مرتبہ ادر یعنے جو زمین پر [illegible]

جو نورالدین کو اس روشنی کے منارہ پر لے گئی ہے اور وہ نور یقین ہے
خدا کرے ہم سب میں یہ نور پیدا ہو
اور ہمکو اسی راہ پر چلنے کی توفیق ملے آمین

غرض

مامورین اللہ اور صادق کی صحبت اور معیت ضروری ہے

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ کوئی انسان اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ اپنی ہی ذات پر بھروسہ کر کے اور اپنی تجویزوں اور تدبیروں سے اعلیٰ کامیابی تک پہونچے۔ اور اس امر کی پروا نہ کرے کہ مامور من اللہ اور صادق کی صحبت میں رہنے سے اسے کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ بیوقوف ہے اپنا دشمن ہے دیکھو خیر القرون میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرن تھا خدا تعالیٰ کے برکات اور فیوض کی بارش کا وقت تھا۔ لیکن کل عرب و عجم نہیں ساری دنیا میں سے مکہ کو جو ام القریٰ ہے منتخب فرمایا اور سارے مکہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور پھر عبداللہ اور آمنہ کے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دنیا کو ان انوار و برکات سے بہرہ ور کرے پھر خیر القرون میں صحابہ نے اور تابعین اور تبع تابعین نے کیسی ترقی کی؟ انھوں نے اپنے سلوک کے منازل کو طے کرنے کے واسطے کیا اختیار کی؟ کیا یہ کہ آپ کا اقرار کر لیا آپکو صادق تسلیم کر لیا اور پھر آپ کے پاس اگر نہ بیٹھے۔ اپنے گھروں میں جا کر اپنے کاروبار میں مصروف ہو کر روپیہ کمانے کی فکر میں ہو گئے۔ اور پاس نہ رہنے کے لیے دنیا اور اُسکے مخمصوں کا عذر کر دیا؟ سوچو! اور پھر سوچکر بتاؤ۔ میں خود ہی اس سوال کا جواب دیتا ہوں صحابہ نے جس قدر ترقیاں کیں جو جو مدارج عالیہ اُنھوں نے حاصل کیے ان سبکا اصل سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت اور معیت ہی تھی جس نے اُن کے اندر خدا تعالیٰ کی محبت اور عظمت اس درجہ تک کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی کہ جس کے مقابلہ میں انھوں نے وطن آبرو عزت راحت دولت آسایش عزیز و اقربا غرض دنیا کی کسی چیز اور کسی تعلق کی پروا نہیں کی اور تلوار اور انھوں نے اپنی جانوں تک کی پروا نہیں کی اپنے خون پانی کی طرح بہا دیے؟ وہ بات جس نے انہیں یہ قوت یہ شجاعت و استقامت اور ایثار نفس پیدا کر دیا تھا یہی تھی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتے اور آپ کے ساتھ تعلق کو اتنا شدید کیا اور ایسے وابستہ ہوئے کہ وہ سکینت اور اطمینان جو خدا کیطرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی تھی جس نے آپکا شرح صدر فرمایا اُس تعلق اور محبت کی نالی کے ذریعہ صحابہ کے دل پر بھی اُترتی تھی اور ان کے شرح صدر کر کے نور یقین سے بھرتے جاتے تھے۔ باقی آئندہ

حضرت فاضل امروہی کی تحریر

انتخاب و

اقتباس از رسالہ الفرقان

قولہ ملخصاً۔ مرزا خدا بخش صاحب عسل مصفیٰ کو اس کی فکر ہوئی چونکہ مہدی کے لیے ضرور ہے کہ قریشی ہو اور مرزا صاحب مغل ہیں قریشی نہیں کسی ترکیب سے مرزا صاحب کو قریشی بنانا چاہیے۔

اقول۔ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ کتاب عسل مصفیٰ تخمیناً ۸۰۰ صفحہ کی کتاب ہے جسمیں صدہا ادلہ شرعیہ عقلیہ سے حضرت اقدس کا مسیح موعود ہونا ثابت کیا گیا ہے کسی مخالف ذی علم کو آجتک یہ جرأت نہیں ہوئی کہ اُسپر حملہ کرے پھر یہ چار ورقی رسالہ جس کی لیاقت اور پر معلوم ہو چکی کیا حملہ کر سکتا ہے۔ مگر چونکہ یہ بات بہت ہی سچ ہے جو شاعر کہہ گیا ہے کہ ؎

مرد جاہل در سخن باشد دلیر
زانکہ آگہ نیست از بالا و زیر

پس یہ حملہ مقتضائے نادانی و بیخبری مؤلف ہی ہی کو ایسی ضخیم و مبرہن کتاب پر حملہ کر کے بقول شخصے انگلی کاٹ شہیدوں میں داخل ہو گیا ہے کہ مولف رسالہ کیا جانے کہ خصم کے جواب دو قسم کے ہوا کرتے ہیں ایک جواب و استدلال تحقیقی ہوا کرتا ہے اور قسم دوسری جواب و استدلال کی الزامی جواب و استدلال ہوتا ہے جو بموجب مسلمات خصم کا سمجھا جاتا ہے اس قسم کا استدلال یعنی بر مسلمات خصم کے قرآن مجید میں بہت کثرت سے واقع ہوا ہے چونکہ ہمارے مخالفین ہمارے الزامی جوابوں پر ہمیشہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ دیکھو انھوں نے عیسیٰ بن مریم کی کیسی تحقیر و توہین کی حضرت علی کی کسقدر تحقیر کی ہے وکذا وکذا لہذا ہم ایسے استدلال الزامی کی نظیر قرآن مجید سے لکھتے ہیں

قال اللہ تعالیٰ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَبًا قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَذَا رَبِّي هَذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ۝

ان آیات میں حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام کا مناظرہ مذکور فرمایا گیا ہے جو اُن کی قوم ستارہ پرست کے ساتھ واقع ہوا تھا اور ماسبق آیات میں اصنام پرستی کا رد فرمایا ہے اور یہاں پر ستاروں کی الوہیت اور معبودیت کا رد فرماتے ہیں اسطرح پر کہ اول جبکہ اندھیری رات ہو گئی کو زہرہ یا مشتری کی نسبت اور ستاروں کے بہت روشن دیکھکر حضرت ابراہیم نے بموجب اعتقاد خصم کے اُنکی ربوبیت کو ارخاء العنان للخصم تسلیم کر لیا کہ ھذا ربی لیکن جبکہ یہ ستارے غائب ہو گئے اور اُن کا نور باقی نہ رہا فرمایا کہ ان میں تو نقصان غیبوبت نور بعد الظہور زائل ہے یہ تو اس قابل نہیں ہیں کہ انکیطرف میل کیا جاوے چہ جائیکہ الٰہ یا معبود گردانے جاویں یا اپنے حوائج ان کے روبرو پیش کیے جاویں یا اُن کو قاضی الحاجات سمجھا جاوے بقول شاعر کہ ؎

غم چیزے رگ جاں را اجنبا شد
کہ گاہے باشد و گاہے نباشد

پھر جبکہ ان ستاروں سے زیادہ روشن قمر کو دیکھا کہ طلوع ہو رہا ہے تو پھر اُن کے عقائد کے ساتھ ارخاء العنان للخصم موافقت کر کے یہی قول کیا کہ ھذا ربی لیکن جبکہ وہ بھی چھپ گیا اور نور اُسکا جاتا رہا تو پھر الزام دیکر اُن سے کہا کہ یہ قمر بھی باوجود عظمت شان نورانیت کے کیونکر الٰہ قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ الوہیت کے لیے تو ایسی ذات کا ہونا ضروری ہے جس میں عظمت مطلقہ اور کاملہ ہو کہ کسیوقت بھی اُس کے کمال اور عظمت میں کبھی نقصان واقع نہ ہو دیکھو ایسی ناقص چیز کو معبود قرار دینا جو کبھی نقصان سے کمال کی طرف اور کبھی کمال سے نقصان کیطرف راجع ہو بڑی گمراہی ہے پھر جبکہ روز روشن ہوا اور آفتاب کو انتہا درجہ کا روشن دیکھا تو پھر اُن کے ساتھ متفق ہو گئے اور کہنے لگے کہ ھذا ربی ھذا اکبر اور وہ قوم بھی پرستش آفتاب کی بہ نسبت اور ستاروں کے زیادہ کرتی ہوگی اور شمس کو الٰہ اکبر قرار دے رکھا ہوگا لہذا حضرت ابراہیم نے اس قول میں اپنی قوم کے ساتھ یہانتک موافقت کی کہ شمس کو ایسا عظیم الشان قرار دیا کہ ھذہ کی جگہ ھذا اکبر فرمایا اور کبریٰ کی جگہ اکبر ارشاد کیا اگرچہ شمس عرب کے نزدیک مؤنث ہے اسواسطے بازغۃ اور افلت صیغے مؤنث کے کلام الٰہی میں اُس کے لیے ارشاد فرمائے گئے ہیں لیکن حضرت ابراہیم نے اپنے قول میں واسطے موافقت اپنی قوم کے اُسکو مذکر ہی ذکر کیا کہ ھذا ربی وھذا اکبر اور دناءت انوثت کی بھی اُس کے لیے جائز نہ رکھی مگر جبکہ آفتاب بھی غروب ہو گیا اور اُس کا نور دنیا میں باقی نہ رہا تو فرمانے لگے کہ یہ تو ہرگز ہرگز رب اکبر نہیں ہے اس میں بھی نقص اور دناءت افول کی موجود ہے بلکہ یہ اس لائق بھی نہیں ہے جو اکبر مطلق کے ساتھ کسی صفت ربوبیت میں شریک بھی کیا جاوے اور فرمایا کہ باوجود ہلال کے اُسکی طرف صفت ربوبیت کا بطور اسناد کرنا بھی داخل شرک ہے لہذا میں ایسے شرک سے بری ہوں قال یا قوم انی بری مما تشرکون۔

یہاں پر ناظرین انصاف فرماویں کہ اس مناظرہ ابراہیمی میں کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم نے [illegible]

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

حکیم الامۃ کا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر

سلسلہ کے لیے دیکھو گذشتہ اشاعت

ضرورۃ امام

امام کی ضرورت ایک ایسی ضرورۃ ہے کہ اس سے کوئی سلیم الفطرۃ تو انکار نہیں کر سکتا ... جو انکار کرتا ہے وہ اپنے آپکو کیسا ہی دانشمند ... ہوشیار اور زیرک سمجھتا ہو لیکن میں اسکو سب سے ... کم فہم و بیوقوف نا واقف اور خطا کار قرار دونگا ... کیونکہ وہ بدیہی باتوں سے انکار کرتا ہے۔ درخت ... مثال ہے میں بتا چکا ہوں کہ کسطرح ٹہنیوں کو ... سبز و شاداب رہنے اور بار دار ہونے کیلیے ... درخت کے ساتھ حقیقی پیوند ضروری ہے۔ ... ان نظر کو ذرا اور وسیع کرو اور ریل گاڑی کی ... مثال دیکھو ایک ٹرین جس میں سٹیم انجن نہ لگا ... اس میں خواہ کیسی ہی مصفا اور شاندار ... گاڑیاں لگی ہوئی ہوں لیکن سٹیم انجن کے ... نہ ہونے کے سبب ان میں کوئی حس و حرکت ... نہیں ہوگی اور وہ منزل مقصود تک ... نہ پہونچیں گی۔

... حیوانات پر غور کرو۔ مرغی کے بچے اگر ... الگ کر دیے جاویں تو خواہ انکو کیسی ہی ... غذا دو لیکن اگر وہ مرغی کے پروں کے نیچے ... اسکی حرارت سے حصہ نہیں لیتے تو وہ زندہ ... نہیں رہ سکتے۔ انکو چیلیں اور دوسرے ... جانور ہی کھا جائیں گے۔

غرض

... یہ ہے کہ مادہ نشو و نما پاتا ہے لیکن تعلق کے ... ساتھ۔ اسی طرح جب دنیادار قوم میں جب کوئی ... انجمن یا سوسائٹی بناتی ہیں اور ملکر کوئی کام ... کرتی ہیں اس وقت باوجودیکہ کثرت رائے پر ... فیصلہ ہوتا ہے لیکن اسپر بھی انکو اپنا ایک ... صدر یا پریسیڈنٹ منتخب کرنا پڑتا ہے ... جس کا فیصلہ قطعی اور آخری فیصلہ ہوتا ہے ... بڑی بڑی سلطنتوں کو بھی پریسیڈنٹ کی احتیاج ... ضروری ہوتی ہے باوجودیکہ وہ بڑے آزاد اور ... آزادی پسند ہوتے ہیں پھر جب عام نظارۂ ... قدرت اور موجودات میں وحدۃ ارادی کے ... قیام کی ضرورۃ ایک عام ضرورۃ سمجھی جاتی ... ہے اور انسان کی مادی ترقیات کی تہ میں بھی ... وحدت ارادی کی روح کام کر رہی ہے پھر کیسا ... نادان اور بیوقوف ہے وہ انسان جو علوم ... روحانی اسمیں اسکی ضرورۃ نہیں سمجھتا۔

نظارہ وحدت کا معراج

میں نے اس مسئلہ پر گھنٹوں اور منٹوں سے نہیں بلکہ دنوں اور ہفتوں بلکہ مہینوں اور سالوں تک غور کی ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ جس قدر میں اس مضمون پر سوچتا گیا ہوں خاص ذوق اور سرور کے ساتھ اس کی باریک باتیں مجھپر کھلتی گئی ہیں۔ یہانتک کہ اس وحدۃ کے نظارہ میں میں اوپر چڑھتا گیا اور میں نے دیکھا کہ خدا لاشریک خدا کے لیے وحدۃ کا نظارہ ضروری ہے خدا جو اسماء حسنیٰ کا مرکز ہے اگر اسکی صفات پراگندہ ہوتیں تو خدائی ہی نہ چلتی۔ اسیطرح وہ جامع جمیع صفات کاملہ ہستی چاہتی ہے کہ اجزاء متفرقہ کا جو مجموعی طور پر ہیں اتحاد ہو۔

کشش

یہی وجہ ہے کہ کشش اتصال کا وجود اس نے رکھا ہے جو ذرات متفرقہ کو باہم ملاتی ہے۔ انفرادی حالت میں فیوض و برکات کا نزول نہیں ہوتا بلکہ اسمیں بھی توسط کی حاجت ہوتی ہے۔ یہ کشش قابل جوہروں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور انکو ان منافع اور برکات کا وارث ٹھیراتی ہے جو اتحاد سے پیدا ہوتی ہیں۔ جسطرح امور مادی میں میں نے یہ ضرورۃ دکھائی ہے اسی طرح روحانی معاملات میں بھی ایک صاحب کشش انسان کی ضرورۃ ہوتی ہے۔ وہ اپنی کشش سے پاک فطرۃ اور سعید روحوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور پھر اس تعلق سے جو ان میں پیدا ہوتا ہے اس قوت اور طاقت کو نشو و نما دیتا ہے

فیوض الٰہی کا نزول

جو فیوض الٰہی کے جذب کرنیکا ذریعہ ... بات خدا تعالیٰ ... ت کا سلسلہ شروع ... ہے بہرحال یہ وہ سلسلہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں ان الفاظ میں فرمایا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ

قالوا ربنا اللہ کی تفسیر

قالوا ربنا اللہ کی حالت اور کیفیت مجرد زبان سے کہنے سے پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ ایک کیفیت ہے کہ اسکا ظہور اور نمود نہیں ہوتا جبتک خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ کی صحبت میں رہنے کا موقع حاصل نہ ہو اور اسکے ساتھ ہی سچا پیوند اور تعلق قائم نہ ہو۔ یہ مسئلہ چونکہ ایک باریک مسئلہ ہے اسلیے میں نے پہلے عام نظارہ قدرت کی مثالوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وحدۃ ارادی فیوض کا وارث بناتی ہے لیکن یہ بیان کرنا کہ وہ برکات اور فیوض جو خدا تعالیٰ کے مامورو اور صادقوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے ملتے ہیں وہ کسطرح نازل ہوتے ہیں یہ ایک کیفیت ہی جسکو بیان کرنا مشکل ہے۔ اسی لیے میں نے بتایا ہے کہ جسطرح مرغی اپنے انڈوں کو پروں کے نیچے لیکر بیٹھتی ہے اور اپنی گرمی پہنچاتی ہے اور اس گرمی سے اس مادہ میں جو انڈوں کے اندر نشو و نما پانیکی قابلیت رکھتا ہے ایک خاص قسم کی حرارت جو زندگی کی روح رکھتی ہے پیدا ہونے لگتی ہے اور معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ روح کدھر سے آئی اور کسوقت۔ اسیطرح جب انسان ایک مامور کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرتا ہے تو اندر ہی اندر اسکی پاک تاثیر عقد ہمت دعائیں اس تعلق پیدا کرنے والے انسان میں ایک نیا نفخ روح کرتی جاتی ہیں اور اس میں نئی زندگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں اسکی صحبت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک نیا ایمان پیدا ہونے لگتا ہے جو اس ایمان پر اسے اپنا جان و مال تک نثار کر دینے کی قوت بخشتا ہے۔ وہ ایمان اسکو استقامۃ کی قوت دیتا ہے اور وہ اس آیت کا مصداق بنتا ہے اور اسطرح پر خدا تعالیٰ کے برکات اور فیوض کا چشمہ اسکی طرف جاری ہوتا ہے اور ملائکہ کا نزول اسپر ہونے لگ جاتا ہے۔

غرض

میں اس کیفیت کی گواہی تجربہ سے دے سکتا ہوں جو انسان کو خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ساتھ تعلق پیدا کرکے ہاں سچا تعلق پیدا کرکے حاصل ہو سکتی ہے۔ حضرۃ امام علیہ الصلوۃ و السلام نے اس کیفیت کا ایک مرتبہ اسطرح پر اظہار کیا تھا کہ جیسے پانی کی ایک بڑی نالی ہوتی ہے مامور من اللہ اس نالی کی مانند ہوتا ہے اور سچے ارادتمندوں کا اس نالی کے ساتھ اس طرح پر تعلق ہوتا ہے جیسے چھوٹی چھوٹی نالیاں ایک بڑے لوہے کے نل کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہیں اور جب پانی کے چشمہ سے اس بڑے نل میں پانی آتا ہے تو ان چھوٹی نالیوں میں بھی انکے ظرف کے موافق اور استعداد کے مطابق وہ پانی گرتا جاتا ہے۔ پس چونکہ امام خدا تعالیٰ کے فیوض و برکات کو براہ راست حاصل کرتا ہے اسلیے اس سے سچا تعلق رکھنے والے ان برکات کو اس میں ہو کر حاصل کرتے ہیں۔ میں اس سلسلہ میں دور چلا گیا۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسماء حسنیٰ کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وہ تقاضا کرتی ہے کہ اجزاء متفرقہ کو مجتمع کرے اسلیے اجتماع لازمی ہے۔

ساری گاڑیاں اگرچہ اپنے پہیوں سے چلتی ہیں مگر سٹیم انجن کے بدوں وہ پہیے بیکار محض اور نکمے ہیں اسی طرح ہمارے اندر بھی جو قرب کی فطری قوتیں اور طاقتیں ہیں وہ سب کی سب بیکار اور نکمی ہیں اگر کسی سٹیم انجن کے ساتھ ہمارا تعلق نہ ہو کوئی شاخ متمر نہیں ہو سکتی جبتک اصل درخت کے ساتھ اسکا تعلق نہ ہو کوئی بچہ نشو و نما نہیں پا سکتا جبتک ماں کی گود میں نہ ہو۔ اسی اصل پر بنا حکم اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

یعنی ایمان پا کر ... تقویٰ اختیار کرو ... تقویٰ اختیار کرنے کی راہ یہ ہے ... صادقوں کی صحبت میں رہو۔ مجھے اپنے طالب علمی کے زمانہ کا ایک واقعہ یاد ہے ... ہندوستان میں تعلیم پاتا تھا تو میرے ایک مہربان تھے جو بڑے ہی پرہیزگار اور صالح آدمی تھے اُن کا نام شاہ عبدالرزاق تھا اور وہ سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھے اور سید احمد بریلوی کے معتقد تھے میں وہاں انکی ملاقات کے واسطے جایا کرتا تھا اور ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ ایکمرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ کئی دن تک مجھے انکی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع نہ ملا۔ اس غیر حاضری کے بعد جب میں انکی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تم اتنے دنوں تک کیوں نہیں آئے۔ میں نے عرض کی کہ یونہی آنا نہیں ہو سکا۔ اسپر مجھے فرمایا کہ کیا تم کبھی قصاب کی دکان پر بھی ہو کر گئے ہو دو تین مرتبہ اس فقرہ کو دہرایا مگر میری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ اس سے آپکا کیا مطلب ہے اور میری غیر حاضری اور حاضری کو اس سے کیا تعلق ہے۔ آپ نے ہاتھ کے اشارہ کے ساتھ سمجھایا کہ دیکھو قصاب تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اپنی دونوں چھریوں کو کسطرح باہم رگڑ لیتا ہے حالانکہ بظاہر اسکی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس سے عارف کو سبق لینا چاہیے کہ دنیا کے دھندوں اور تعلقات میں انسان کے قلب پر ایک قسم کا زنگ چڑھ جاتا ہے اور معرفت کی تیزی جلد کند ہونے لگتی ہے جس کے واسطے ضروری ہے کہ انسان وقتاً فوقتاً صادقوں کی صحبت میں رہ کر اس زنگ کو دور کرتا رہے اور ان کی نیک صحبت سے اس تیزی اور جلا کو قائم رکھے

قرآن کریم میں اسی کیطرف اشارہ کرکے فرمایا ہے

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

میں سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں بیشمار کتابوں کے پڑھنے نے مجھے اتنا فائدہ نہیں دیا جس قدر خدا تعالیٰ کے صادق بندوں کی صحبت نے مجھے فائدہ پہنچایا ہے

اور اب میں سالہا سال سے تجربہ کر رہا ہوں کہ قادیان میں بیٹھکر جو فائدہ میں نے اُٹھایا ہے اپنی ساری عمر میں وہ نہ اُٹھایا جو قادیان سے باہر بسر کی ہے

اور چونکہ انسان کی فطرۃ میں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہوا ہے کہ وہ نفع رساں اشیاء کو لینا چاہتا ہے اور مضر اور نقصان رساں سے بھاگتا ہے اسی لیے جب قادیان سے باہر ایک دم گذرتا ہے تو مجھے موت کی ... ہوتی ہے

یہی وجہ ہے کہ ... کوشش کرتا ہوں کہ ...

ا! ربی اپنے اعتقاد کے بموجب فرمایا تھا
وذ بالله من هذا الزعم الفاسد

اب ہم مسئلہ مانحن فیہ کیطرف متوجہ ہونے
عسل مصفیٰ میں جو حضرت مرزا صاحب کو ایک
ا ہے نہ باعتبار نسل اور اصل کے والدین کی
بلکہ
بموجب **حدیث** کے قریش میں سے گردانا
وہ تو صرف و اسلئے الزام خصم کے ہے نہ بموجب
اعتقاد کے کیونکہ اسی مقام کی چار پانچ سطر
عسل مصفیٰ میں حضرت مرزا صاحب کو فارسی الاصل
نسل لکھا گیا ہے پھر فرماتے کہ نسب اور نسل کے
اعتبار سے کیونکر حضرت مرزا صاحب قریشی النسب
النسل ہو سکتے ہیں ہاں صرف باعتبار تائید سلمان
کے بموجب حدیث کے قریش ہو گئے ولولا الاعتبار
لبطلت الحکمۃ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت سلمان فارسی کو ایک اعتبار سے سلمان
منا اهل البیت فرمایا اسی طرح پر آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے من اسلم من فارس
فهو من قریش هم اخواننا وعصبتنا
ارشاد فرمایا ہے لیکن یہ فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا بہ لحاظ نسل اور نسب کے نہیں ہے مؤلف رسالہ
اس اعتبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تاویل رکیک
و فاسد کہے اسکا اختیار ہے مگر یہ اعتبار آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا ہے واجب التسلیم ہے کیونکہ مثل مشہور
ہے کہ ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مقامے دارد کلام فصیح میں
بہت سے اعتبارات ہوا کرتے ہیں کہ لولا الاعتبارات
لبطلت الحکمۃ ایک ایسا قضیہ ہے جو علمائے محققین
مسلم ہے بیان اس اعتبار کا یہ ہے کہ قرآن مجید
ان دو خاندانوں کی مدح آئی ہے اول بنی اسمٰعیل
قریش ہیں جو زمانہ اول بعثت محمدیہ میں ایمان لائے
ان کے ذریعہ سے تمام دنیا میں اسلام کی تبلیغ
ہوئی چنانچہ سورہ جمعہ میں باعتبار
قریش بنی اسمٰعیل پر سنت بعثت فرمایا
رسول کم هو الذی بعث فی الامیین
بنی اسحاق فارس ہیں جو بموجب متفق علیہ حدیث
کے واخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو
العزیز الحکیم کا مصداق ہے دیکھو رسالہ
مؤلف کو چونکہ خاندان فارس بنی اسحاق کا فخر
باعتبار آخر زمانہ کے تھا جس پر لفظ آخرین دلالت
کرتا ہے اگرچہ آخر کے معنی استعمال میں دیگر و دیگر
کے ہیں مگر چونکہ اصل میں وہ صیغہ افعل التفضیل کا
ہے لہذا باعتبار اس معنی کے زمانہ آخر ہی کیطرف
ہوتا ہے اور یہ فخر بعثت جو مسیح موعود کے سبب
آخر زمانہ میں انکو حاصل ہونا تھا نہ یہ کہ اوائل
مسلمین فارس کو اس فخر سے کوئی حصہ ملنا مقدر
نہیں تھا کیونکہ مسیح موعود کا زمانہ آخری تھا اسی
سبب سے اوائل مسلمین فارس کے جو بڑے بڑے
اکابر اسلام گذرے ہیں اس مسیح موعود اور مہدی
مسعود کے انتظار ہی میں دنیا سے رحلت ہو گئے
لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوائل مسلمین فارس
کو بھی اپنے خاندان قریش میں اسلئے بموجب حدیث
من اسلم من فارس فهو من قریش کے
شامل کر لیا یہ حسرت باقی نہ رہے کہ ہمکو باوجود اخوان اللہ

عصبیہ ہونے کے نہ تو فخر بعثت نبی کریم ہوا
ہے کیونکہ وہ بنی اسمٰعیل قریش میں ہوکر
اور نہ فخر بعثت مسیح موعود کا ہم میں ملا کیونکہ
انکی بعثت آخر زمانہ میں ہوگی لہذا رحمۃ
للعالمین نے اوائل مسلمین فارس اکا بھلا اس
وجہ سے کہ وہ بنی اسحاق ہیں اخواننا
قریش بنی اسمٰعیل کے فخر میں ڈال لیا ہے
ایک لطیف پیشین گوئی ہے کہ فارسی بھی
دین اسلام میں متبوع اور مقتدا ہو رہے
دونوں خاندانوں پر سورہ جمعہ میں اپنی
رحم خلاصہ کلام یہ کہ بنی اسحاق فارس نسل
کے بنی اسمٰعیل قریش نہیں ہیں جسطرح پر
قریش دین اسلام میں متبوع اور پیشرو
ہیں اسی طرح پر اکابر محدثین فارس بھی متبوع
اور اہل دین اسلام کے ٹھہرے ہیں کتب
احادیث کا آغاز تصنیف اکابر ائمہ فارس کی
انہی سے ہی ہوا ہے لہذا اس امر کی تحقیق
بالتعیین ہو گئے پھر جسطرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ اوائل بعثت میں قریش کا حال نہ مکذب
ارات رہے تھے اسیطرح پر اب بعثت مسیح موعود
کی بنی اسحاق فارس کا حال ہے ابھی ابھی
تک مکذب ہیں مگر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ فتح
مکہ کیطرح یدخلون فی دین الله افواجا
کا اتفاق واقع ہو گا جس کا پیش خیمہ شروع
ہو چلا ہے اور مثنا تان الہام
مندرجہ براہین احمدیہ پورا وقوع میں آچکا
اب بقیہ الہام عسیٰ ان تکرهوا شیئا
وهو خیر لکم بھی انشاء اللہ واقع
ہونے والا ہے۔ اور ایک اعتبار سے
حضرت مرزا صاحب فاطمی ہیں کہ انکی
بعض امہات میں دادیاں سید تھیں
دیکھو تریاق القلوب وغیرہ امر اللہ تعالیٰ
نے نسب میں مقدر فرما دیا لیکن باپ
دادا کی طرف سے قریشی یا فاطمی
نہیں ہیں۔

قولہ ص۷ مرزا صاحب اپنے مرید
صاحب عسل مصفیٰ کی ان دونوں عقلوں سے
دو باتیں مفہوم ہوتی ہیں اسطرح صاحب
فرماتے ہیں کہ میں قریش میں سے نہیں ہوں
اور مہدی معہود قریشی نہیں ہوگا اور صاحب
عسل مصفیٰ فرماتے ہیں ۱ مرزا صاحب قریش
میں سے ہیں یا ۲ مہدی معہود تمہیں سے
ہوگا۔ الی آخرہ

الجواب بیان ماسبق سے ناظرین پر واضح
ہو گیا ہے کہ قول اول حضرت مرزا صاحب کا نہایت
صحیح ہے کہ آپ باعتبار نسب کے باپ دادا کی
طرف سے قریشی نہیں ہوں اور قول دوم بھی
نہایت درست ہے کہ مہدی معہود کا مصداق
لا المهدی الا عیسی بن مریم کا ہے
وہ بھی والدین کیطرف سے قریشی النسب نہیں
ہوگا اور صاحب عسل مصفیٰ کا قول اول بھی صحیح ہے
کہ باعتبار حدیث من اسلم من فارس فهو
من قریش کے حضرت اقدس بھی قریش ہیں

یعنی آئندہ کو اب جو کوئی امام یا خلیفہ یا اہل اسلام
ہو دیں گے اُن کے آپ متبوع و مقتدا ہیں مثل قریش
کے اور جو کوئی آپ کے قدم پر نہ ہوگا وہ امام یا خلیفہ
یا موئید اسلام کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسمیں شرک
عیسائیت کا موجود ہے واین الشرک من
توحید الاسلام اسی لیے دلائل شرعیہ قطعیہ
اپنے محل پر آپ کا خاتم الخلفاء ہونا ہمنے ثابت
کر دیا ہے۔ اور قول دوم بھی درست ہے کہ مہدی
معہود چونکہ خاتم الخلفاء ہے یعنی آیندہ ائمہ اور
خلفاء کا وہ متبوع اور مقتدا ہے تو وہ بموجب
حدیث من اسلم من فارس فهو من
قریش کے قریشی ہوا یعنی مثل قریش کے متبوع
ہوا اور مؤلف نے بحث تناقض چھیڑ کر جو اپنی
لیاقت منطقی ظاہر کی ہے اس سے ادنیٰ طلبہ نے
بھی سمجھ لیا ہوگا کہ سوائے لفظ تناقض کے حقیقت
تناقض کو مؤلف نے مس تک نہیں کیا اگر یہ دو
شعر بھی مؤلف کو یاد ہوتے تو ہرگز ہرگز اس
مقام میں تناقض کا نام بھی نہ لیتا ؎

در تناقض ہشت وحدت شرط دان
وحدت موضوع و محمول و مکان
وحدت شرط و اضافت جزو و کل
قوت و فعل است در آخر زمان

یعنی اگر (موضوع محمول مکان زمان شرط
اضافت جزو کل، قوت و فعل میں) اتحاد اور
وحدت نہ ہو تو پھر ہرگز تناقض متحقق نہ ہوگا
یہاں ہمکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف
کو تناقض کی شرائط ہشت گانہ مثال دیکر
سمجھا دیویں اور پڑھا دیویں۔

مثال اتحاد و اختلاف موضوع حضرت
اقدس مرزا صاحب مسیح موعود ہیں اور مولوی
نور الدین صاحب وغیرہ مسیح موعود نہیں ہیں
ان دونوں قضیوں میں چونکہ موضوع متحد
نہیں ہے لہذا تناقض بھی نہیں ہے۔

مثال اتحاد و اختلاف محمول حضرۃ اقدس
مرزا صاحب عیسیٰ محمدی ہیں اور حضرت مرزا
صاحب عیسیٰ موسوی نہیں ہیں چونکہ ان قضیوں
میں وحدت محمول نہیں ہے لہذا تناقض
بھی نہیں ہے۔

مثال اتحاد و اختلاف مکان حضرت مرزا
صاحب قادیان میں ہیں اور حضرت مرزا صاحب
دہلی میں نہیں ہیں۔ ان میں چونکہ وحدت
مکان نہیں لہذا تناقض بھی نہیں۔

مثال اتحاد و اختلاف شرط حضرت مرزا
صاحب قریشی ہیں اس شرط کے ساتھ کہ
تائید اسلام کر رہے ہیں اور حضرت مرزا
صاحب قریشی نہیں ہیں یعنی شرط نسب و الدین
کی رو سے ان دونوں قضیوں میں تناقض
نہیں ہے کیونکہ وحدت شرط کی موجود نہیں
ہے

مثال اتحاد زمان حضرت مرزا صاحب
چودھویں صدی کے مجدد ہیں اور حضرت مرزا
صاحب تیرھویں صدی کے مجدد نہیں ہیں ان
میں بھی تناقض نہیں ہے کیونکہ وحدت زمان

کی موجود نہیں۔

مثال اتحاد جزو و کل حضرت مرزا صاحب
نبی ہیں یعنی جزوی نبی ہیں جو شارع الاحکام
نہیں ہیں اور حضرت مرزا صاحب نبی نہیں یعنی
کلی نبی نہیں جو شارع احکام ہوں۔

مثال اتحاد قوت و فعل حضرت مرزا صاحب
کا کوئی شاگرد ہے یعنی بالقوہ اور حضرت مرزا
صاحب کا وہی بیٹا مجدد نہیں یعنی بالفعل۔

مثال وحدت اضافت حضرت مرزا
صاحب براہین احمدیہ کے مصنف ہیں اور حضرۃ
مرزا صاحب تصدیق براہین احمدیہ کے مصنف
نہیں ہیں ان قضایا میں بھی تناقض نہیں ہے
کیونکہ اتحاد جزو کل، قوت و فعل و اضافت
موجود نہیں اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ تناقض
میں ایسا اختلاف ہونا چاہیئے کہ اگر ایک کا
تحقق ہو جاوے تو بالضرور دوسرے کا ارتفاع
لازم آجاوے یا برعکس اگرچہ شرائط تناقض میں
سے اختلاف کمیت و کیفیت اور جہت کا بھی
ضروری ہے لیکن جب مؤلف اسقدر محررہ بالا
کو یاد کر لیوے گا تب ہم بقیہ شرائط تناقض کی
بھی سمجھا دیویں گے بقول شخصے یار باقی صحبت
باقی

قولہ ص۷ مہدی معہود قریش میں
سے ہوگا مرزا صاحب قریش میں سے نہیں ہیں
اب اس کا نتیجہ ظاہر ہے الخ

الجواب اول تو یہ استفسار ہے کہ یہ کونسی
شکل منطق کی ہے اور کونسی ضرب ہے جس کا نتیجہ
ظاہر آپ نے حاصل کیا ہے بینوا توجروا
ثانیاً یہ گذارش ہے کہ مہدی معہود کا قریشی
النسب والدین کی طرف سے ہونا بقیہ متقدمین
باطل کر چکے ہیں یاد کرو تسلسب فیہ تسلسل
ملتکھا وغیرہ کو
ثالثاً ہم نے تسلیم کیا کہ کوئی مہدی قریش میں
بھی ہوگا مگر ہم کہتے ہیں کہ مہدی متعدد ہیں جن
میں سے بعض قریشی بھی ہوسکتے ہیں چنانچہ
تلخیص التواریخ میں لکھا ہے جو مطبوعہ نو دری
۱۸۶۲ء مطبع العلوم مراد آباد کی ہے صفحہ
۱۹۶ - اور مہدی چند ہیں اور اول قرن کے لیے
حاجت نہیں ہو دوسرے کے لیے ذرکا نظر ہو
اول المهدی مہدی عباسی ہیں ابن منصور
جو سیاہ نیزوں سے خراسان سے اُٹھے جنہوں
نے آل احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی آپ کے
خاندان کو کمال امن و خوبی سے رکھا اور
منصور جعفر اپنی بیٹی مہدی اول موعود کا
مقدمۃ الجیش تھا جن کا ذکر احادیث صحیحہ
ابن ماجہ وغیرہ میں ہے جسکو اہل اسلام مہدی
آخر الزمان کی طرف منسوب کرتے ہیں انہیں کی
نسبت ہے وہ مدار ہے کہ عباس کی نسل
حسب روایت جعفر و عثمان ابو جعفر عباسی
ایک مہدی ہوگا کیونکہ شوکت عباسیہ سے اسلام
میں ترقی ہوئی اب حال میں مہدی جو سیاسی
انتظام میں موجود ہے جو عباسیہ سے ہے وہی
موضع الحاجت

بتا تا ہوں کہ مشکوۃ شریف میں اس مہدی کی نسبت ایک تو یہ حدیث ہے

عَنْ علی قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النہر یقال له الحارث حراث علی مقدمته رجل یقال له منصور یوطن او یمکن لآل محمد کما مکنت قریش لرسول الله صلی الله علیہ وسلم وجب علی کل مؤمن نصره او قال اجابته رواه ابوداود

یعنی روایت ہے علی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلے گا ایک شخص یعنی مہدی پیچھے نہر کے یعنی ان شہروں میں سے کہ پیچھے نہر کے ہیں مانند بخارا اور سمرقند وغیرہ کے کہا جاوے گا اسکو حارث حراث یعنی کھیتی کرنے والا اس کے لشکر کے اگلی فوج پر ایک شخص ہوگا کہ کہا جاوے گا اسکو منصور یعنی نصرت کیا گیا جگہ دے گا یا ٹھکانا دیگا وہ واسطے آل محمد کے جیسا ٹھکانا دیا قریش نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو واجب و لازم ہے ہر مسلمان پر مدد اور تائید کرنی اس کی یا فرمایا لازم ہے قبول کرنا اس کا اس کی یہ ابوداود کرتے۔

واضح ہو کہ یہ عبارت ہمنے اقتباس التخصم سے نقل کی ہے ۔۔۔ اس حدیث کا مضمون حضرت اقدس پر بھی صادق ہے کیونکہ آپ کی بستی **قادیان** ایک نہر عظیم کے ماوراء میں واقع ہے اور آپ اور آپکے آبا باعتبار ایک زمیندار ہونے کے کہ اسامیوں سے کاشت کراتے تھے حارث کے مصداق بھی ہیں اور آپ کی جماعت کے مقدمہ میں جو خاص علماء ہیں وہ منجانب اللہ منصور بھی ہیں اور آل محمد جو محمدی اور احمدی مسلمان ہیں انکی امداد بھی فرما رہے ہیں بہر دو صورت یہ پیشین گوئی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہوگئی اب اس کا انتظار بیسود ہے

دوسری حدیث اسی پیشین گوئی کے متعلق یہ ہے **وعن** ثوبان قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم اذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فأتوها فان فیها خلیفة الله المهدی رواه احمد والبیهقی فی دلائل النبوة

روایت ہے ثوبان سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت دیکھو تم نشان سیاہ کہ آئے جانب خراسان سے پس حاضر ہو ان میں اس لیے کہ ان میں خلیفہ اللہ کا ہوگا مہدی نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں۔

اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو تمہارے نزدیک جبکہ سیاہی حدیث سے تعلق ہے تو پھر حضرت اقدس سے اس سے کیا تعلق ہوسکتا ہے تو ہم کہیں گے کہ مراد سیاہ نیزوں سے قلم ہیں کیونکہ سب کام قلم کے سیاہی سے ہی ہوا کرتے ہیں

شعر

صف دشمن کو کیا ہمنے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہمنے

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خراسان ملک فارس میں داخل ہے اور حضرت اقدس فارسی النسل بھی ہیں غرضکہ ہمارے نزدیک تو یہ پیشین گوئی مندرجہ ہر دو حدیث مذکورہ واقع ہو چکی لیکن مخالف اس اعتراض کا جواب کیا دیسکتے ہیں کہ انکی مہدی خیالی کا ظہور تو حرمین شریفین سے ہوگا اور ان حدیثوں میں اسکا ظہور و خروج ورا النہر سے جو بخارا اور سمرقند یا خراسان ہے ثابت ہوتا ہے پس ان کے نزدیک یہ تعارض کیونکر رفع ہوسکتا ہے بینوا توجروا۔

پھر اب یہ بھی فرمائیے کہ یہ مہدی بموجب کتاب تلخیص التواریخ کے قریشی ہوا یا غیر قریشی۔ اور پھر اسی کتاب تلخیص التواریخ مطبوعہ فروری سنہ ۱۸۸۶ء میں لکھا ہے اور **دوسرے مہدی** ابوالقاسم محمد عبیداللہ بن محمد بن عبداللہ بن میمون بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں جیسے بعض روایت میں ہے کہ قرن شمس راس تیسری صدی پر مغرب سے نکلے گا اور بعض روایت میں ہے کہ تین صدی بعد مہدی ہوگا وہ مہدی حسینی ہیں جن کی نسبت اولاد امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے ہونا حدیث میں وارد ہے کہ بڑی شوکت والے با تدبیر ہوے انتہی موضع الحاجۃ۔

میں کہتا ہوں کہ روایات مہدی میں جو فساد و تعارض کا لازم آتا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ متعدد اور مختلف حدیثوں کا مصداق لوگوں نے ایک واحد شخص کو قرار دے رکھا ہے اگر سوائے مہدی آخرالزمان کے جو خاتم الخلفا ہے اور لا المہدی الا عیسے بن مریم کا مصداق ہے وسط امت میں مہدی متعدد مانے جاویں جیسا کہ حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین وغیرہ کا منطوق ہے تو پھر فساد و تعارض کا رفع ہو جاوے گا کما مر۔

پھر اسی کتاب تلخیص التواریخ سنہ ۱۸۸۶ء میں لکھا ہے اور **تیسرے مہدی** جناب غوث صمدانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ مہدی ہیں اور ان کی نسبت وارد ہے کہ کیسے ہلاک ہووے وہ امت جسکے اول میں ہوا وسط میں مہدی اور آخر میں مسیح موضع الحاجۃ۔

چونکہ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ از روئے نسب کے حسنی ہیں لہذا تعارض اور حسینی ہونے کا بھی اب تو رفع ہو گیا عقیدہ بھی یہ تھا ہے کہ آپ مہدی ہیں مگر وہ مخالفین جو مہدی اور عیسیٰ کا زمانہ متحد قرار دیتے ہیں حتی کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھیں گے وہ اس کا کیا جواب دیوینگے حالانکہ یہ حدیث مشکوۃ میں موجود ہے۔

اگر کوئی کہے انھوں نے مہدی ہونیکا دعوے نہیں کیا تو میں سائل سے دریافت کرتا ہوں کہ ان کا یہ دعویٰ بالتواتر ثابت ہے کہ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله دیکھو بہجۃ الاسرار وغیرہ کو تو پھر مہدی پر کیا سینگ بھی ہو وینگے جو سائل ایسا عذر کرتا ہے اس دعوے قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله سے بڑھ کر اتنا دعوی ہوسکتا ہے کیا جو مومن الی قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله کا ہووے وہ مہدی اور ہدایت یافتہ منجانب اللہ نہ ہوگا

یہ عبارات تلخیص التواریخ مطبوعہ سنہ ۱۸۸۶ء کو بیان ہیں نیز یہ مسئلے بھی لکھی ہیں کہ مؤلف اس کتاب کے مولوی محمد حسن صاحب ابتک امروہے میں زندہ ہیں اور وہ اس سلسلہ احمدیہ کے مخالف ہیں۔ چونکہ مجکو انکے سا تحفہ التواریخ کے تعلقات ہیں لہذا اتماماً للحجۃ علی غیرہ من موافقیہ یہ عبارات نقل کی ہیں۔

اور اسکے سوا اور احادیث مشکوۃ شریف کی ہی ہو گئیں جیسا کہ حدیث ذیل ہے عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول المهدی من عترتی من اولاد فاطمة ابوداود

یعنی روایت ام سلمہ سے کہ کہا اس نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے مہدی میری نسل سے ہے اولاد فاطمہ سے نقل کی یہ روایت اور جیسا کہ یہ حدیث ہے

عن ابی اسحاق قال قال علی ونظر الی ابنه الحسن وقال ان ابنی هذا سید کما سماه رسول الله صلی الله علیه وسلم وسیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم یشبهه فی الخلق ولا یشبهه فی الخلق رواه ابوداود

یعنی روایت ہے ابی اسحاق سے کہ کہا اس نے کہا علی نے اس حال میں کہ دیکھا طرف بیٹے اپنے امام حسن کے اور کہا علی نے تحقیق بیٹا میرا یہ سردار ہے جیسا کہ نام رکھا اس کا سید رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور قریب ہے کہ پیدا ہوگا اس کی پشت سے ایک شخص کہ نام رکھا جاوے گا ساتھ نام نبی ہمارے کے یعنی **محی الدین** زندہ کرنے والا دین کا جس کی تفسیر یہ فرماتی کہ مشابہ ہوگا آنحضرت کے خلق اور عادات میں اور نہیں مشابہ ہوگا حضرت کی صورت ظاہری میں چونکہ ان حدیثوں میں ایک مہدی کا حسنی ہونا ثابت ہوتا ہے پس چونکہ سید عبد القادر جیلانی حسنی النسب ہیں لہذا وہ ان حدیثوں کے ضرور مصداق ہو کر پس یہ تعارض بھی نہ رہا۔

اب ہم یہاں پر کتاب تلخیص التواریخ سے ایک ایسی عبارت مستند نقل کرتے ہیں جس سے حضرت مولوی محمد حسن صاحب مفسر پر پورے طور سے اتمام حجت ہو جاوے۔ مولوی صاحب آخری مہدی کی نسبت جسکو انھوں نے **چوتھا مہدی آخرالزمان** قرار دیا ہے صفحہ ۲۰۰ سے لکھتے ہیں وھو ھذا

اس سنہ میں ایک جنت میں روشنی عام ہوئی تھی یعنی سنہ ۱۲۸۹ھ ماہ ذی الحجہ میں وہ (یعنی مہدی) شکم مادر میں تشریف لائے کیونکہ عیسیٰ بن مریم کے عدد بسط ترفع حم عسق ان تیرہ سو شمسی کو پہونچتے ہیں اور نزول عیسیٰ دو سال قبل ہجرۃ کے ہے کہ عیسیٰ بن مریم بعد مکہ تشریف آور ہو گئے ہیں اگر تیرہ صدی کہیں کسی مہدی کی نسبت اشارہ حدیث سے نکلے یہ سنہ نبوۃ سے تیرہ سو سال بعد روشنی پر ثابت انتہی بلفظہ۔ اور اسی صفحہ میں لفظ تجلی پر حاشیہ یہ لکھا ہے اور روشنی عام کا کچھ نہیں جو جانب شمال میں کبھی کبھی ہو جاتی روشنی عامہ دو مرتبہ ثابت ہے ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بحوالہ قاضی عیاض و بخاری وغیرہ سے مسموع اور یہ جیسے زبور میں نشان لکھا تھا ویسی روشنی سال مذکور میں مشاہدہ ہوئی۔ منہ انتہی بلفظہ

اب بخدمت مولوی صاحب اور نیز جو صاحب ان کے ہم مسلک ہوں انکی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ یہ حساب آپ کا بحق حضرۃ اقدس ہی ٹھیک بیٹھتا ہے کا عذر مگر آپ پر یہ ضرور ہے کہ بجائے شکم مادر میں قرار پانے کے وقت بعثت مہدی کو اخذ کریں نہ وقت شکم میں آنے کو کیونکہ **اول** تو اس کی کوئی دلیل آپکے نہیں لکھی **ثانیاً** نزول الوارالہام کا وقت بعثت سے ہے معتد بہ ہوتا ہے۔

باقی آئندہ

جس میں بموجب مسلمات مولوی صاحب کے تیرہویں صدی کے بعد مسیح موعود کی بعثت ضروری ثابت کی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود اور پاینیر

(توجہ طلب گورنمنٹ)

نمبر اول

لاہور کے روزانہ اخبار پاینیر میں حضرت حجۃ اللہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق پادری گرسفورڈ ... لاہوری کے رسالہ "مرزا غلام احمد ... قادیانی" کی بنا پر ایک آرٹیکل چھاپا گیا جسکو بعض اردو اخبارات نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کی وجہ سے شائع کیا ہے۔ چونکہ اس مضمون میں جو لاہوری پادری کے رسالہ کو ماخذ قرار دیکر لکھا گیا ہے بعض امور اس قسم کے ہیں جن سے صرف گورنمنٹ ہی کو مغالطہ ہوتا ہے بلکہ عام پبلک بھی گمراہ ہو سکتی ہے۔ اس لیے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ پاینیر کے اس مضمون پر ایک مبسوط بحث اور ریویو کریں اور گورنمنٹ اور پبلک کو بتائیں کہ وہ لوگ جو ملک کی بہتری اور قوم کی بھلائی کے مدعی اور گورنمنٹ اور رعایا کے سفیر بنتے ہیں بعض اوقات اپنی کم واقفی کی وجہ سے نہ صرف خود ٹھوکر کھا سکتے ہیں بلکہ دوسرونکو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

ہمیں پاینیر کے لائق اور تجربہ کار ایڈیٹر پر افسوس ہے کہ اس نے بلا غور کافی ڈاکٹر گرسفورڈ کے رسالہ کو بالکل صحیح قرار دیکر جو چاہا لکھدیا یا کسی کو پاینیر میں اپنے ریمارک کے بدون لکھنے کی اجازت دی۔ پاینیر کا ایک معزز اخبار نویس ہونے کی حیثیت سے فرض ہے کہ جو غلط فہمیاں ان غلط بیانوں سے ہوئی ہیں جو اس کے مندرجہ آرٹیکل میں ہیں اور جنکو ہم واضح کرتے ہیں انکو ہمارے آرٹیکل کے اندراج سے دور کرے اور اپنے فرض منصبی سے عہدہ برا ہو۔

پاینیر اپنے انٹروڈکٹری ریمارک میں ایک حیرت انگیز بات لکھتا ہے جسکو پڑھ کر کل مذہبی دنیا کو اور ایک عیسائی کی حیثیت سے خود پاینیر کو بھی چونک پڑنا چاہیے اور وہ یہ ہے

"گورنمنٹ کی جانب سے خیال کیا جاوے تو کیا ہی اچھا ہوتا اگر فرانس کی رعایا کی طرح یہاں کے لوگ بھی لاپروا یا بے غرض ہوتے یہاں تو ذرا سی مذہبی بات بھی ایسی ہو جاتی ہے جیسے بھُس میں چنگاری۔"

اس فقرے کے بجز اس کے کیا معنے ہیں کہ لامذہبی اور الحاد جناب ایڈیٹر صاحب پاینیر کی رائے میں ہندوستان کے حسب حال ہے اور کوئی مذہبی تحریک یا پابندی مذہب کا خیال امن کے خرمن کو تباہ کرنے والی آگ ہے۔ اور فرانس کی طرح ہندوستان کی رعایا میں بھی ... چاہیے۔

دانشمند ایڈیٹر یا اس کے نامہ نگار کی اس رائے پر تعجب ہی نہیں بلکہ افسوس بھی آتا ہے۔ اگرچہ وہ انگریز ہیں اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ ایسی رائے گورنمنٹ کے مقاصد اور اغراض کے کہانتک خلاف ہے۔ لیکن اگر یہی رائے کسی ہندوستانی کے قلم سے نکل جاتی تو ہمارے دقیقہ رس پاینیر بہادر اسپر جھٹ کسقدر طویل آرٹیکل لکھتے۔ کہ فرانس کی جمہوری سلطنت کی طرف ترغیب دلائی جاتی ہے اور لوگونکو الحاد اور بیدینی کا شوق دلا کر انکو جرائم کے خطرناک نتائج سے بیخطر کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایڈیٹر صاحب کے قلم سے یہ فقرے کسطرح تراوش کر گئے ہیں کیا الحاد اور بیدینی کبھی سچی اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ انسان کے اندر پیدا کر سکتی ہے؟ کبھی نہیں یہ تمام اخلاق فاضلہ کی جان سچے مذہب کی پابندی ہو سکتی ہے اور اخلاق فاضلہ ایک ایسی چیز ہیں کہ اگر قوم میں یہ عام ہو جائیں تو گورنمنٹ کو جرائم کی مقدار کے بڑھنے کا کبھی افسوس نہ کرنا پڑے اور اس قدر محکمہ جات پولیس و فوج کے بڑھانیکی بھی ضرورت محسوس نہ ہو۔ ملک میں سچا امن حقیقی ہمدردی بنی نوع انسان کے ساتھ پیدا ہو جاوے۔ جرائم کے وقوع اور ان کے انسداد کے فلسفہ پر اگر بحث کی جاوے تو یہ امر بڑی صفائی کے ساتھ کھل سکتا ہے اور دنیا کے تمام مدبروں اور دانشمندوں کو اسپر اتفاق کرنا پڑے گا کہ

سچی خوشحالی کی اصل جڑ سچے مذہب کی پابندی ہے۔ اور سچے مذہب کو چھوڑ کر انسان جو کچھ بھی چاہے کر گذرتا ہے۔ اگر ملکی اور قومی قوانین میں وہ زبردست قوت ہوتی جو سچے مذہب میں ہے تو بے شک الحاد اور بیدینی خطرناک چیزیں نہ ہو سکتیں لیکن قوانین جاریہ کے ہوتے بھی ملک میں انکی خلاف ورزی اور جرائم کا ہونا اس امر کی قوی دلیل ہے کہ وہ تنہا کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتے۔ ان قوانین کی اطاعت بھی اگر کسی دل میں حقیقی طور پر قائم ہو سکتی ہے تو وہ بھی

مذہبی پابندی ہے

پس پاینیر کا فرانس کی رعایا کیطرح ہندوستانی رعایا کے ہو جانے کی خواہش کرنا **خطرناک غلطی ہے**۔ اگر رعایا مذہب سے ویسی ہی آزاد اور لاپروا ہو جاوے اور خدا نہ کرے کہ ایسا ہو تو پھر حضرت پاینیر کو یہ بھی اُمید کرنی پڑیگی کہ انڈیا کی گورنمنٹ بھی فرانس کیطرح **جمہوری** ہو گی۔ اور جو حال فرانس کی ملکی اور اخلاقی حالت کا اسوقت ہو رہا ہے اس کا نمونہ ہندوستان میں بھی دکھائی دے گا۔

غرض

یہ نیا فلسفہ ہے جسکی ایجاد کا فخر ایڈیٹر پاینیر کو ہونا چاہیے کہ مذہب سے لاپروائی بھی کوئی عمدہ چیز ہے اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ پاینیر اسپر مزید غور کریگا تو اسے اپنی غلطی اور ضعف رائے کے اعتراف میں کوئی شرم نہ ہوگی۔ اور اسے اس امر پر غور بھی کرنا پڑیگا کہ واقعی بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہاں کی رعایا فرانس کی رعایا کی طرح مذہب سے لاپروا نہیں ہے اور حقیقی مذہب ہی ہے جو ملک میں امن قائم کر سکتا ہے اور جس سے گورنمنٹ کی بنیادیں مستحکم ہو سکتی ہیں۔ اور جب یہ امر ذہن نشین ہو جاوے تو پاینیر کے اس سوال کا جواب کہ

"کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہندوستان میں ایک اور نبی کی ضرورت تھی؟!!"

اثبات میں دینا پڑے گا کہ واقعی اگر ہندوستان اس امر کی ضرورت ہے کہ ملک میں امن اور صلحکاری پھیلے؟ اور گورنمنٹ کے ساتھ **وفاداری** اور **اخلاص** کے تعلقات مضبوط ہوں؟

تو اس کے لیے ایک نبی ہی کی ضرورت تھی جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی توضیح اور تبیین کرے اور پھر ان حقوق کی نگہداشت اور حفاظت کا طریق بتائے۔ اور اپنے پاک نمونہ سے اسپر چلنے کی تحریک کرے۔

پاینیر اس بارے میں ہمارے ساتھ ضرور متفق ہو گا کہ ملک میں امن کو قائم رکھنے کی ضرورت ہے وہ تسلیم کرے گا کہ رعایا کے وفادارانہ خیالات میں ترقی ہو۔ اور ہم اس کی ایک ہی راہ سمجھتے ہیں کہ حقیقی مذہب کی پوری پابندی ہو اور اسکی ایک ہی راہ ہے کہ خدا تعالےٰ **کسی شخص کو مامور کرے جو اپنے پاک نمونہ سے ہدایت کرے۔**

یہی وجہ ہے

کہ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا ہے کہ وہ دنیا کو **رشد** اور **سعادت** کی راہیں بتلائے اور طرز عمل سے سکھلائے کہ گورنمنٹ کے ساتھ کیسے **مخلصانہ** تعلقات رکھنے چاہییں۔ اور کسطرح نیکیوں پر عمل کرکے گورنمنٹ کے قوانین کی عزت اور اسکو ان مخصوصوں سے نجات دیجاوے جو کثرۃ جرائم کی وجہ سے اسے ہوتے ہیں۔ یہ **ہمارا** دعوےٰ ہے اور **اسکا ثبوت واقعات ہیں**۔

مسیح موعود کی تعلیم کو ابتدا سے پڑھ جاؤ تمہیں معلوم ہو جاوے گا کہ وہ دنیا کو کیا سکھانا چاہتا ہے اگر کل دنیا اس تعلیم کو جو وہ پیش کرتا ہے مان لے اور اسپر عمل کرے تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ دنیا میں **ایک بہشت کا نظارہ** ہو کیونکہ پھر کوئی جھگڑا ہو نہ فساد ہو۔ اتلاف حقوق ہو نہ خون ناحق ہو۔ غرضکہ کوئی بھی جرم واقع نہ ہو۔ گورنمنٹ کے مدبر دانشمند اسکو ...

حقیقت اسپر نظر دیتے رہتے ہیں اور سررشتہ تعلیم سے تعلق رکھنے والے یہی سوچتے رہتے ہیں کہ طالب علموں کی اخلاقی حالت کے درست کرنے کے واسطے اخلاقی کتابوں کے کورس طیار ہونے چاہییں کوئی کہتا ہے کہ مذہبی کتابوں کے انتخاب ہوں غرض اس ضرورت کو محسوس کیا جاتا ہے لیکن اگر کوئی ہماری سنے تو ہم بڑے زور کے ساتھ یہ کہنے کو طیار ہیں کہ اگر **مسیح موعود** علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک تعلیم کو تعلیمی مدرسوں میں داخل کر دیا جائے تو وہ **اصلاح نفس اور تہذیب اخلاق** کے لیے اکسیر کا کام دیسکتی ہے مگر افسوس کہ بیجا تعصب ہمارے فائدہ اُٹھانے سے محروم رکھتا ہے۔

فی الجملہ

پاینیر کی یہ غلطی ہے جو وہ ہندوستان کی رعایا کو لاپروا بنانا چاہتا ہے اور ہندوستان کی **اخلاقی حالت** کے گر جانے کا اسے پورا علم ہوتا اور دنیا کی تاریخ پر نظر کرلینے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچتا کہ یہ بیدینی اور الحاد ہی ساری دنیا کی بداخلاقیوں کی جڑ ہے اور اسکی اصلاح کے لیے خدا تعالےٰ کا قانون جاری ہے کہ وہ ایک مامور دنیا میں بھیجا کرتا ہے تو اسے ہرگز تعجبات میں داخل نہ کرتا۔

ہماری حیرانی اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ پاینیر کا لائق ایڈیٹر آج سے ... برس پہلے

دنیا میں ایک خدا کے آنے کی ضرورت کو تسلیم کرتا ہے جو نہ صرف خدا ہی ہے بلکہ خدا کا بیٹا بھی اور ساتھ ابن آدم بھی!!!

اگر اسقدر عرصہ دراز پیشتر ایک **معجون مرکب** خدا و انسان کی ضرورت تھی جبکہ تمام عالم و فاضل اسکے احبار اور فقیہ موجود تھے اور خدا کی شریعت توریت موجود تھی تو آج صرف ایک انسان کی جو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ ہے ہو کیوں ضرورت نہیں ہے۔ وہ معجون مرکب صرف دنیا میں مصلوب ہونے ہی کے لیے آیا تھا اور اسکی زندگی کا مقصد اتنا ہی تھا کہ صلیب کی لعنت کو اُٹھا لے اور اس سے ہی وہ دنیا کو نجات دینے کا مدعی تھا جس کا کوئی نتیجہ **نجات** کے ساتھ نہیں مل سکتا اور دنیا میں اس نجات کا کوئی اثر نظر آتا ہے کیونکہ **یورپ** کی اخلاقی حالت انکی مظہر ہے تا ان جو ایسی تعلیم دنیا کو دیتا تھا جس سے مذہب سے لاپروائی پیدا ہوتی ... اور گناہ کی کثرت سے ہو ... خود بھی عمل ... تھا اور نہ کسی زمانہ میں اسپر عمل ہو سکا ہے یہانتک کہ ہماری گورنمنٹ کو بھی ... مذہبی حیثیت سے عیسائی ہونے کے ... کی ضرورت نہیں رہتی

تمّ

پھر اس زمانہ میں کیوں ایسے انسان کی ضرورت نہیں جو **دنیا کو گناہ کی زندگی سے چھڑانا چاہتا ہے** اور اس کے لیے وہ کوئی عمیق طریق پیش نہیں کرتا جس سے **کسی ابن آدم** کی جان جائے اور گناہ کے سیلاب کا بند ٹوٹ جاوے بلکہ وہ تعلیم دیتا ہے جس پر ہر وقت اور ہر زمانہ کے لوگ عمل کر سکتے ہیں۔ بہا گنک کو گورنمنٹ کے ملکی قوانین کی حرمت اور عزت بھی اسی سے قائم ہوتی ہے جیسا کہ ہم اس مضمون میں واقعات کی رو سے دکھائیں گے (ان شاء اللہ)

غرض

پائونیر کا استعجاب ایک پنجابی نبی کی بعثت پر اسی رنگ اور قیاس کا ہے جیسے بیت اللحم کی کسی چرنی میں پیدا ہونے والے **ابن اللہ** پر شام کے یہودیوں کو ہوا تھا

پھر

اسی پیراگراف میں پائونیر یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ

ہندوستان میں مذہبی تحریک بھس میں چنگاری کا اثر رکھتی ہے

ہم نہیں جانتے کہ فاضل ایڈیٹر پائونیر کا ایسے فقرہ کے لکھنے سے کیا مقصود تھا۔ جو ہندوستان کی کل مذہبی سوسائیٹوں اور مجلسوں پر خطرناک **پولیٹیکل** حملہ ہے + حالانکہ ان کی وفاداری اور اطاعت پذیری کا کئی بار ثبوت مل چکا ہے۔ ہم اسوقت دوسری مذہبی تحریکوں کی طرف سے **ڈیفنس** کرنا اپنا فرض نہیں سمجھتے اسلیے ان سے **قطع نظر** کرکے ہم اپنے سلسلہ اور تحریک مذہبی کے **متعلق** اسپر نوٹس لینا چاہتے ہیں

اگر ہندوستان میں مذہبی تحریک بقول **حضرت پائونیر** ایسی ہی خطرناک اور بھس میں چنگاری کی **مصداق** ہے تو ہم امید کرتے ہیں کہ پائونیر بہادر **کو** یہ تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا کہ ان مذہبی **تحریکوں** کی پہلی بنیاد ہندوستان میں خود پادری **صاحبان** اور عیسوی مذہب کی مشنریوں نے **رکھی** ہے یہی وہ **قوم** ہے جسنے ہندوستان **کے مختلف** پیروں کو ان کے مذہب کے لیڈروں **اور** رہنماؤں پر ذاتی حملے کرکے برافروختہ کیا اور **انہیں** اپنے مذہب کی حمایت پر آمادہ کیا ہے **خود** پادری صاحبان اپنی تحریروں اور لیکچروں **میں** اسبات پر ناز کیا کرتے ہیں کہ ہندوستان کو ہم **نے** ہی **آکر بیدار کیا ہے** اور مذہب **کی** طرف توجہ دلائی ہے۔ اگر یہ سچ ہے؟ تو پھر **اس** بھس میں چنگاری ڈالنے والے **مشنری صاحبان** ہی ٹھیرتے ہیں اور ہمیں افسوس **ہے** کہ پائونیر نے مشنریوں کو ذرا بھی تنبیہ نہیں کی **اور نہ** گورنمنٹ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ مشن **کا کل** کام یک لخت بند کر دیا جاوے اور اگر ایسا **نہیں** تو کم از کم اتنا ہی ہو کہ انکو دوسرے مذاہب پر **حملے** کرنے سے حکماً روکا جاوے مگر جہانتک ہمارا **تجربہ** ہماری واقفیت ہماری رہنمائی کرتے ہیں

ہم کہہ سکتے ہیں کہ کبھی پائونیر نے ایسی تحریک **گورنمنٹ** کی توجہ کے لیے نہیں پیش کی اور اگر وہ اتنا بھی نہیں کر سکتا تھا تو کم از کم اسپر ہی زور دیا ہوتا کہ سالانہ ۴۵ لاکھ روپیہ جو خزانہ ہند سے مشنریوں کو دیا جاتا ہے اسے ہی بند کیا جاوے اور اسطرح ہندو مسلمان اور دوسرے مذہب والوں کے روپیہ سے پرورش پا کر یہ بزرگ مشنری ان کے ہی مذہب پر حملہ نو نہ کرتے۔

پائونیر اس سوال کو نہایت خوبی اور قابلیت کے ساتھ حل کرنے کے قابل ہو سکے گا اگر وہ ان کتابوں رسالوں اور اخباروں اور معمولی اشتہاروں اور ٹریکٹوں کی تعداد اشاعت ہی کا اندازہ لگانے کی کوشش کرے جو عیسائی مذہب کی طرف سے عیسائی مذہب کی تحریک کو ہندوستان اور اسکے نواح میں پھیلانے کے متعلق اور مختلف قوموں اور فرقوں کے مذاہب کے رد میں شائع کیے جاتے ہیں

یسوع مسیح کی بھیڑوں کے نگران چرواہان یا عیسائی مشنری مذہبی تحریک میں جو جو طریق اختیار کرتے ہیں اور بسا اوقات عیسائی دین کی اشاعت و تعلیم کے شوق میں۔ ریورنڈ صاحبان اپنی جانوں کو بھی مشکلات میں ڈالدیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک کا امن عامہ بھی بعض صورتوں میں خطرناک حالت اختیار کر لیتا ہے + اُسوقت یورپ کے مدبروں کو بھی جو عیسائی ہوتے ہیں اسبات کے تسلیم کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے کہ مشنری صاحبان ہی کی بدولت یہ فساد یا شورش پیدا ہوئی ہے اس مضمون میں ہم لارڈ سالسبری اور دوسرے مدبران یورپ کی رائیں پیش کریں گے جو فسادِ چین وغیرہ کے موقع پر انھوں نے ان بزرگوں کی نسبت ظاہر کی ہیں + اور شاید پائونیر کے کالموں میں بھی ان راؤں کا اقتباس شائع ہوا ہو۔

جب حالت ایسی واقع ہوئی ہے تو پھر ہندوستان میں مذہبی تحریک جسکو پائونیر بھس میں چنگاری کہتا ہے عیسائی مشنریوں کی مذہبی تحریک سمجھی جاوے گی۔ اور جو کچھ نتائج بد اس تحریک سے ہو سکتے ہیں یا ہوئے ہیں جن کو پائونیر دکھانا چاہتا ہے جیسا کہ ہم آگے چلکر اسکی **کوٹیشن** (اقتباس) دیکر بتائیں گے اسکے ذمہ دار پادری صاحبان اور عیسائی مشنری ہونے چاہیں نہ کوئی اور۔

بالخصوص ان مذہبی تحریکوں کے مدا ثر کو مسلمانوں سے منسوب کرنا پائونیر کی اور بھی خطرناک غلطی ہے اس مضمون کو لکھنے سے پہلے یا کم از کم شائع ہونے سے پہلے اُس کا فرض تھا کہ وہ اپنی وسیع واقفیت اور تجربہ کی بنا پر اسکے سارے پہلوؤں پر غور کر لیتا۔ اور اگر وہ اسکے شائع کرنے پر مجبور تھا تب بھی اسکا فرض تھا کہ وہ علیحدہ نوٹ کے ذریعہ ان مقامات کو صاف کر دیتا۔

باقی دوسرے نمبر میں۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

بالحق انزلناہ و بالحق نزل

پیسہ اخبار کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ امریکہ کی ایک فوٹوگرافر کمپنی نے ایک اشتہار دیا ہے جو رسالہ کی صورت میں ہے اور اُس کا نام

محمد اسپڈری مونٹین یعنی محمد اور پہاڑ ہے۔ اس رسالہ میں نہ صرف فرضی اور موضوع قصے ہی درج ہیں جنکا اسلامی تاریخ صحیح میں کوئی نشان نہیں پایا جاتا بلکہ اسی رسالہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خطرناک گالیاں بھی ہیں جنکو ہم اس مقام پر نقل کرنا بھی کفر سمجھتے ہیں گو پیسہ اخبار نقل کفر کفر نباشد کہکر ایک فقرہ درج کرتا ہے اور پھر وہ اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ انگریزی زبان میں چند عمدہ اسلامی تصنیفات کی ضرورت ہے۔

ہم پیسہ اخبار کی اس رائے کے ساتھ تو متفق ہیں لیکن ہم یہ ماننے کے واسطے ہرگز طیار نہیں کہ یہ کام ایجوکیشنل کانفرنس کر سکتی ہے؟ علیگڈہ سکول آف تھاٹ کے مذہبی نمونے اس قابل نہیں ہیں کہ وہ یورپ کے ملحدوں کے سامنے اسلام کے حقائق پیش کر سکیں۔

اب جبکہ یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ ٹریکٹوں اور اشتہاروں کے ذریعہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پاک اسلام پر حملے کرنے سے نہیں چوکتے تو کیا یہ وہ وقت نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ خود آپ اسلام کا ناصر اور محافظ ہو۔ اور

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

حقیقت میں عیسائیوں کی شوخیاں اور بد زبانیاں حد سے گذر چکی تھیں۔ اب زمین و آسمان ان کلمات کفر اور گالیوں کو برداشت نہیں کر سکتے تھے جو اُس سید المعصومین کی شان میں روا رکھے گئے تھے۔ خود مسلمانوں نے آپ کی بزرگ اور برتر شان کو نہیں سمجھا تو غیروں پر کیا افسوس ہے! اس قسم کی ضرورتوں کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے **محبوب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں بھیجا ہے۔ تا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد اور محاسن کو دنیا کے سامنے پیش کرے اور عیسویت کے بت کو اپنے دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کے ساتھ پاش پاش کرے۔** یہ تمام ضرورتیں جو اسکے نزول کی داعی تھیں اسکے لیے کہہ رہی ہیں

بالحق انزلناہ و بالحق نزل

لا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما

اخبارات سے معلوم ہوا کہ امریکہ میں چھوٹے بچوں نے ایک خودکشی کا کلب قائم کیا ہے ان لڑکوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ زندگی جینے کے قابل نہیں ہے اس لیے ہمیں زہر کی مدد سے اسکا خاتمہ کر دینا چاہیے؟ یہ حالت ہے ان ملکوں کی جہاں سویلزیشن کا آفتاب لوگ کہتے ہیں سمت الراس پر ہے اور یہ یورپ جھوٹ تو لب بام ہے + یورپ امریکہ میں خودکشی کی اموات کی تعداد بڑھ رہی ہے کیوں؟ اسلئے کہ ان کے پاس وہ مذہب نہیں جو انسان کو ہر رنج و راحت اور زندگی کی ہر حالت میں مطمئن اور شاداں رکھ سکتا ہے + اور سچ تو یہ ہے کہ جس مذہب کی نجات کا سہارا **ایک لعنتی خودکشی** پر ہوا اس سے اگر دنیا میں خودکشی کا رواج نہ ہو تو کیا ہو؟ صرف صرف اسلام ہی ایک پاک مذہب ہے جسنے **لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ** کہکر خودکشی سے منع فرمایا ہے اور **اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض** کہکر درازی عمر کا نسخہ بتایا اور پھر **اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون** کا ارشاد فرما کر زندگی کو راحت بخش بنانے کی تجویز بتا دی ہے۔ خدا کرے کہ ہم اور ہمارے پڑھنے والے ان سنہری اصولوں سے متمتع ہوں۔ آمین۔

ہر کسے بخیال خویش خبطے دارد

سوئٹزرلینڈ سے ایک جرنٹ سالومنس صاحب لنڈن تشریف لاکر لوگوں میں اپنا یہ مذہب یا مقصد پیش کرتے ہیں کہ انسان کو نمک اور پانی کے استعمال سے علیحدہ کرکے انکی عمر دراز کریں۔ سالومنس صاحب کی تعلیم ہے کہ نمک ہی سب برائیوں کی جڑ ہے اور ہر قسم کا عرق مع پانی کے انسانی بناوٹ کے لیے ایک غیر ضروری بوجھ ہے۔ ان کے مسلک میں بہت سے زن و مرد انکے ہمخیال ہو گئے ہیں جو نمک اور پانی سے تو پرہیز کرتے ہیں مگر سب ننگے کام کرتے ہیں ایک دوسرے سے علیحدگی کے واسطے درمیان میں لکڑی کا تختہ لگا لیتے ہیں اور جب موسم سخت نہیں ہوتا تو برہنگی کی حالت میں ہی زمین پر سوتے ہیں + یہ حالت ہو رہی ہے مغربی دنیا کی۔ مذہب اور اسکی حقیقت سے وہ اسقدر دور جا پڑے ہیں کہ اسکا سمجھنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ دنیا کے مختلف حصوں کی ایسی وحشیانہ زندگی ہی اس امر کا نتیجہ دے رہی ہے کہ اسوقت ایک ایسے وجود پاک کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت اپنے ساتھ لیکر آئے اور دنیا کو **باخدا دنیا** بنا سکے + اور خدا کا شکر ہے کہ **آنے والا آگیا** جسکی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھو اور سنے جسکے کان سننے کے ہوں

اسلام کے نادان دوستوں سے بچاؤ

علیگڈھ منتھلی کے اکتوبر سنہ گذشتہ کے اشو میں ایک مضمون وہاں کے ایک لائق گریجویٹ کے قلم سے نکلا ہے جس کا عنوان ہے "ہم اسلام کو موجودہ خیالات کے موافق کہاں تک کر سکتے ہیں" اس مضمون میں صاحب مضمون نے اسلام کی اصل حقیقت سے ناواقف اور ناآشنا اور ...ایک اصلاح اور ریفارم کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے اور وہ اصلاح ایسی بھونڈی اور بدنما ہے کہ اس اصلاح کا نام **تحریف یا ترک اسلام** ہی ہو سکتا ہے گریجویٹ صاحب نے اس مضمون میں جہانتک یا جو کچھ خیالات ظاہر کیے ہیں ہم اُن پر الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ریویو کرینگے اور اسوقت اگر خدا نے چاہا تو ہم دکھائینگے کہ مسلمانوں کی ذریت کیا کرنا چاہتی ہے آہ! ان نئی روشنی کے دلدادوں کے لیے کسی نے اچھا کہا ہے

ملک یورپ سے خاک لائینگے
اپنا کعبہ الگ بنائینگے

مسلمانوں کی اندرونی حالت کی ایسی خرابی کہ وہ ... اسلام کو بھی ہاتھ سے دینے کے لیے طیار ہو رہے ہیں اور بہانے تلاش کرتے ہیں۔ ... ہی بیدینی اور باہمی تفرقہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

سنتے ہے طلاق

رنگون کی خبروں میں بیان ہوا ہے کہ عبدالکریم نامی ایک مدراسی نے غصہ کی حالت میں اپنی بی بی کو طلاق دیدی تھی لیکن جب اس کا غصہ فرو ہوا۔ تو اُس نے اس طلاق کے رفع دخل کے واسطے ایک مولوی سے چارہ جوئی کی جسنے پہلے کچھ روپے طلب کیے اور اسکے بعد طلاق دینے والے شخص سے کہا کہ تیری طلاق ہرگز جائز نہیں ہے اور نیز نکاح کسی طرح نہیں ٹوٹا جب یہ شخص خوش خوش اپنے مکان کو واپس آگیا تو ایک شخص نے مولوی سے پوچھا کہ آپ کا یہ فتویٰ کیونکر جائز ہو سکتا ہے ؟ مولوی نے جواب دیا کہ یہ ایک جاہل کندہ ناتراش ہے جو کسی طرح حرف ط کے تلفظ سے واقف نہیں ہو سکتا پس ضرور ہے کہ اس نے جو طلاق دی ہوگی وہ حرف ت کی تلاق ہے جو شرعاً جائز نہیں۔ اس سے قطع نظر کہ طلاق ہوتی ہے یا نہیں یہ حالت ہے ہمارے علما کی جو قوم کا دماغ سمجھے جاتے ہیں اور اسپر بھی کہا جاتا ہے کہ کسی مامور کی **ضرورت نہیں**؟ قوم! تو اپنا خواب غفلت میں کب تک سوئیگی اور **عدم ضرورت** ماموریت کے خواب کب تک دیکھیگی ؟ کیا تیرے ماننے میں ابھی کوئی کلام ہے ؟

[illegible]

اجمیر سے خبر آئی ہے کہ ایک مسلمان نے اپنی جہالت سے راجپوتانہ مالوہ ریلوے کے ایک ملازم انگریز پر حملہ کیا جبکہ وہ بائیسکل پر جا رہا تھا ملزم نے گرفتار ہوتے ہی بیان کیا کہ ابھی میرا ارادہ اور بھی دو تین صاحب لوگوں کو مارنے کا تھا۔ ملزم کے اس بیان اور اُس جاہلانہ حملہ سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں حضرت مسیح موعود کے اُس فتوے کی کثرت اشاعت کی ضرورت ہے جو آپ نے جہاد کی حرمت کے لیے شائع کیا ہے۔ مسلمانوں کے دل میں سچی وفاداری کے خیالات کو پیدا کرنے کے واسطے حضرت **مسیح موعود** کی تعلیم کی اشاعت کی بہت ضرورت ہے۔ وہ مسلمان جو اس امر میں ہمارے ساتھ متفق ہیں کہ انگریزوں اور دوسرے مذاہب والوں سے مذہب کے نام سے تلوار اُٹھانا حرام ہے اور یہ اشاعت مذہب کا ذریعہ نہیں انھیں چاہیے کہ وہ اپنے مدرسوں میں حرمت جہاد کا فتویٰ تعلیمی کورسوں میں داخل کریں۔ بلکہ سررشتۂ تعلیم پنجاب کو بھی مصالح ملکی کے لحاظ سے اس فتوے کو جو نظم میں لکھا گیا ہے مدرسوں میں داخل کر دینے کی از بس ضرورت ہے ہمارے کالج **تعلیم الاسلام** میں یہ فتویٰ اور دیگر اردو نظموں کے ضمن میں داخل **کورس** ہے آیندہ کے لیے اگر یہ فتویٰ حفظ کرایا جاوے تو اور بھی مفید اور موزون ہوگا کیا دیگر انجمنیں بھی اسپر غور کرنے کے لیے آمادہ ہیں اور نہیں تو علیگڈھ کالج ہی سہی۔

ہندو اور اُن کا مذہب

لارڈ امپتھل صاحب گورنر مدراس نے راج مندری میں وہاں کے اہل ہنود کے ایڈریس کے جواب میں ہندو مذہب کی موجودہ حالت کو خطرناک بتایا ہے اور کہا کہ ہندو اپنے مذہب کی تعلیم سے غافل ہیں اور یہ بھی بیان کیا کہ مغربی تہذیب نے لامذہبی پھیلا دی ہے۔ اور آج کل کے ہندو ششو پنج میں ہیں کہ انکا اصل مذہب کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

کل ملل کی مذہبی کتابوں اور انپر رائے زنی کرنا آجکل آزادی سے ہو رہی ہے اور یہ نشان ٹھیرایا گیا تھا حضرت مسیح موعود کے نزول کا کیونکہ اس کے کاموں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان کام ہے کہ وہ دوسرے ملل پر اسلام کو غالب ثابت کرے اور یہ اُسی حالت میں ہو سکتا ہے کہ کل مذاہب کے معتقدات اور مذہبی کتابیں عام ہو جائیں۔ اور یہ آجکل ہو رہا ہے + یہ ایک زبردست زمینی شہادت حضرت مسیح موعود کے وجود پر ہے اسلیے وہ کہتا ہے

شعر

آسماں بار دنشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

مختصر نوٹ اور نکات

حقیقی اور زندہ مذہب وہی ہے اور وہی ہو سکتا ہے جس کے ساتھ اسکی سچائی اور حقیقت کے زندہ نمونے موجود ہوں۔ اور جب تک کوئی **زندہ** نمونہ موجود نہ ہو اس مذہب اور اس کی کتاب اور اُسکے خوارق و معجزات کی قیمت ایک کوڑی کی بھی نہیں ہو سکتی۔ کوئی پاک دل اور بیدار **کانشنس** کبھی اُسکی بات کو قبول کرنے کے لیے طیار نہیں ہو سکتا کہ ایک مذہب تو سچا ہے مگر اُس کی سچائی اور صداقت کی چمکیں اور اسکی حقیقت کے نشانات آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئے ہیں اور ان **ہدایتوں** کے بھیجنے والے کے مُنہ پر ہمیشہ کے لیے مہر لگ چکی ہے بجز ایسے انسان کے جس کا **کانشنس** سُن ہو اور جسکا دل و دماغ تاریک خیالات سے پراگندہ ہو جو ایمان کی حقیقت اور مذہب کی جان سے ناواقف ہو وہ ایسا خیال کرے تو کرے لیکن ایک سلیم الفطرت جو خدا تعالےٰ کی طلب کے لیے سچی بھوک اور پیاس رکھتا ہو وہ تو اسی امر کے لیے تڑپتا ہے کہ **زندہ خدا** کے **زندہ نمونے** اور اُس کے نشانوں کے چمکتے ہوئے نور تازہ بتازہ نظر آئیں تا وہ ایمان کو ظنون اور اوہام کے تاریک غار سے نکال کر **یقین** اور **حق الیقین** کے منارے پر پہونچائے۔ یہی **حقیقی مذہب** کا نشان ہے اور یہی **خدا پرستی** اور گناہ سوز فطرت کے اصول کا سچا ذریعہ ہے

حقیقی اور زندہ مذہب کا نشان جبکہ اُسکے خوارق اور کرامات کی **زندگی** اور زندہ خدا کے زندہ نمونوں کی **چمکار** ہے تو کیا اس حقیقی معیار پر آج دنیا کا کوئی مذہب اس قابل ہے کہ اپنے امتحان کے لیے آمادہ ہو۔ اور کوئی **اہل مذہب** اپنے مذہب کی تعلیم پر چلکر اُسکے پاک ثمرات اور نجات بخش نتائج کا **عملی ثبوت دینے کا حوصلہ کر سکتا ہے**؟ یہ ایک سوال ہے جس کے جواب کے لیے ہمکو ویدمت کے حامیوں اور **پرچارکوں** عیسائی مذہب کے واعظوں اور منادوں برہموازم کے پیرؤوں اور تھیوسوفسٹوں کی طرف دیکھنا چاہیے ؟ کہ ان سے کیا آواز نکلتی ہے ؟ سنو اور کان لگا کر سنو لیکن بجز حیرانی اور خاموشی کے کچھ نظر نہ آئے گا۔ اس معیار پر ایک اور صرف ایک ہی مذہب زندہ اور حقیقی مذہب کامل العیار ثابت ہو سکتا ہے اور ہو رہا ہے اور وہ ہے **اسلام** جس کی پاک اور کامل تعلیم اور اسکے ثمرات اور نتائج کا زندہ نمونہ حضرت **مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی ذات ہے جو علیٰ رؤس الاشہاد کہتا ہے۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے
آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

مردہ پرستوں کے اخبار نور افشاں پر **آفتاب صداقت** یسوع کو لکھا جاتا ہے بجا ہے جس قدر تاریکی اور فسق و فجور کی **لعنت** اس شخص کے ذریعہ دنیا میں پھیلی ہے جسنے اپنے آپ کو خدا اور ابن اللہ کہا اسقدر ظلمت اور ضلالت شاید وام مارگ کے ماننے والوں سے بھی نہ پھیلی ہو بعض مسلمانوں کو غلطی لگی ہے جو وہ **یسوع** اور عیسیٰ ابن مریم میں فرق نہیں کرتے قرآن شریف میں کسی ایک جگہ بھی اس یسوع کا ذکر نہیں جو خدائی کا دعوی کرتا تھا اور اس طرح پر لوگوں کو گمراہ کرنے والا ٹھیرتا ہے قرآن شریف صرف اُس عیسیٰ ابن مریم کا ذکر کرتا ہے جو ایک عاجز انسان اور خدا کا سچا نبی اور مکرم بندہ تھا جس نے ہمیشہ اپنی عبودیت کا اعتراف کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان بشارت دی + جو فی الحقیقت **حقیقی نور تھا** اور وہی آفتاب صداقت تھا جس نے دنیا کو تاریکی میں پاکر فی الواقع وہ **روشنی** عطا کی کہ شب تار کو روز روشن بنا دیا +

اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ ال محمد و بارک و سلم

پس مسلمانوں کو اپنے مناظرہ کے طریق کو فی الفور بدل دینا چاہیے وہ **یسوع انجیلی** اور عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ میں تفریق اور امتیاز کریں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بنی نوع انسان کی ہمدردی اور بھلائی کے لیے ایک مقام پر نصیحت کرتے ہیں کہ "میں کہتا ہوں کہ ہرگز کوئی آدمی مسلمان نہیں بنتا جب تک وہ دوسروں کی ایسی ہمدردی نہیں کرتا۔ جیسا کہ اپنے نفس کے لیے" اور میری یہی نصیحت ہے کہ دلوں کو صاف کرو۔ اور تمام بنی نوع کی ہمدردی اختیار کرو۔ اور کسی کی بدی مت چاہو کہ اعلیٰ

تہذیب یہی ہے اور عفو اور درگذر کرو اور کینہ مت رکھو اور منافق طبع مت بنو۔ زمین پر رحم کرو۔ تا آسمان سے تم پر رحم ہو"

مبارک وہ جو اس پاک تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق پاتے ہیں الٰہنا ہمکو بھی توفیق دے آمین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کیوں قائم کیا ہے؟ اس کا جواب بارہا الحکم کے کالموں میں شائع ہوا ہے اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کے اغراض و مقاصد میں تفصیل کے ساتھ اس پر لکھا گیا اور خود حضرت حجۃ اللہ کے پاک ارشادات اس بارے میں لکھے گئے ہیں ازدیاد ایمان کے لیے ملفوظات حضرت مسیح موعود سے یہاں لکھنا پھر خالی از فائدہ نہ ہوگا

" خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لیے اور اپنی قدرت دکھانے کے لیے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت۔ بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انھیں اپنی روح سے قوت دے گا۔ اور انھیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا۔ اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ خود اسکی آبپاشی کرے گا اور اسکو نشو و نما دے گا۔ یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لیے بطور نمونہ ٹھیریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جنکو قبولیت اور نصرت دیجاوے گی اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے ہر ایک طاقت اور قدرت اسی کو ہے فالحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً اسلمنا لہ ھو مولٰنا فی الدنیا والاٰخرۃ نعم المولٰی و نعم النصیر"

غور سے پڑھو ان سطروں کو جو اس سلسلہ کے متعلق خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو لکھی تھیں۔ اور آج چودہ سال دس ماہ اور ۶ دن کے بعد سلسلہ عالیہ احمدیہ کی فضا پر سوچو کہ وہ کہاں سے کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔ راس کماری سے لے کر کشمیر تک۔ اور رنگون (برما) سے لے کر کابل اور خراسان تک۔ امریکہ میں ہے تو اسٹریلیا میں اسکی صدائیں گونج رہی ہیں۔ عرب میں ہے تو شام میں یصلون علیک ابدال الشام کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ مصر میں مسیح موعود کی تبلیغ کا پرچم اڑ رہا ہے تو افریقہ کے ریگستان اور بربرا (سمالی لینڈ) کے میدان کارزار میں بھی مسیح موعود کی طرف سے ممانعت جہاد کے فتویٰ کے شعر پڑھے جاتے ہیں۔ کیا یہ کوئی چھوٹی سی پیشگوئی ہے جو پوری ہو رہی ہے؟ مخالفو! سوچو!! نہیں نہیں سعید الفطرت لوگو! غور کرو کہ اس میں تمھارے لیے ایک نشان ہے جو ہدایت اور سعادت کی راہ نمائی کرتا ہے اگرچہ اس وقت تھوڑے ہیں جو سوچتے ہیں اور بہت ہی تھوڑے ہیں جو فائدہ اٹھاتے ہیں مگر یقیناً یقیناً وہ وقت آتا ہے کہ رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا عام نظارہ نظر آئے گا۔

تفسیر القرآن بالقرآن

ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ایم۔ بی نے کمال محنت کے ساتھ تصنیف فرماکر بغرض اصلاح حضرت مسیح آخر الزمان علیہ السلام اور مولانا نور الدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنا دی تھی مسیح الزمان علیہ السلام نے وقتاً فوقتاً اس کی نسبت یہ ارشادات فرمائے۔ نہایت عمدہ ہے۔ شیریں بیان ہے۔ قرآنی نکات خوب بیان کیے ہیں۔ دلپذیر اثر کرنے والی ہے۔

حضرت مسیح الزمان اور مولانا نور الدین علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل ربانی سے چھپکر طیار ہو چکی ہے۔ خریداران الحکم و البدر کو پارہ عم کی تفسیر مفت محض ۰۔ کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ بھیجی جا سکتی ہے قیمت بلا جلد ۰ مع جلد ہے۔ پارہ دوم کی قیمت ۰۰ عم کے پارہ کی قیمت

المشتہر خاکسار فتح محمد خان مینیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال پنجاب۔

تمام درخواستیں مشتہر کے نام تراوڑی آنی چاہییں۔ یہ تفسیر القرآن الحکم والی تفسیر نہیں ہے۔

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

چونکہ سال رواں کے شروع سے الحکم کا حجم اور تقطیع خاص طور پر بڑھا دیا گیا ہے اور اس سے اصل غرض یہ ہے کہ خدا چاہے تو الحکم ہر پہلو سے قوم کے لیے مفید اور دلچسپ آرگن ہو سکے اور قوم کی اگر ساری ضرورتیں نہیں تو کم از کم بہت سی ضرورتوں کو جو اخبار کے وجود سے ان کے متعلق ہیں پورا کرنے کے قابل ہو جاوے۔ ان عام ضرورتوں میں سے عام اخباری معاملات پر رائے زنی کی بھی ایک ضرورت ہے جو قوم کو کسی دوسرے ملکی مذاق کے اخبار کی خریداری کی ضرورت باقی رہنے دیتی ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہم اس ضرورت کو اگر من کل الوجوہ نہیں تو ایک حد تک پورا کرنے کی سعی کریں۔ اور خدا تعالیٰ سے اسکے اتمام کی توفیق چاہیں عام اخباری معاملات کے لیے الحکم کا ایک حصہ مختص کرنے سے ہماری ایک غرض الحکم کی پاپولرٹی کو پیدا کرنا بھی ہے۔ جو لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے لیکن اخباری مذاق رکھتے ہیں ان میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مذاق پیدا کرنا بھی ہمارے اغراض و مقاصد میں داخل ہے۔ اسلیے بھی یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ آیندہ کے لیے خصوصیت کے ساتھ اس حصہ کا التزام رکھا جاوے۔ بطریق اگر خدا چاہے نہ صرف اخبار بینوں میں سلسلہ عالیہ کا مذاق پیدا کرنے والا ثابت ہو سکتا ہے بلکہ الحکم کی توسیع اشاعت کے ساتھ سلسلہ عالیہ کی بعض قومی اور ملکی ضرورتوں پر بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اور اپنے سلسلہ کے بھائیوں کو عام انفرمیشن پہونچانے کا باعث بھی ہوگا۔ یہ وجہ ہے جو ہم اس آرٹکل کو لکھنا چاہتے ہیں یا عام معاملات اور واقعات پر عند الضرورت رائے زنی کرینگے یا مختصر خبروں کو الحکم کے کالموں میں لینگے اور اصل تو یہ ہے کہ ساری توفیق اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

ہمی سے ہم مدد چاہتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں

(ایڈیٹر)

نمبر اوّل

یوں تو قریباً ساری دنیا میں سال کا آخری ہفتہ اور پہلا ہفتہ کسی نہ کسی قسم کی مصروفیت اور تفریح و تماشہ کا ہفتہ ہوتا ہے لیکن ہم ساری دنیا کو چھوڑ کر صرف ہندوستان کی وسیع فضا میں دیکھنا چاہتے ہیں اور اپنے ناظرین کو دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ یہاں آسمان کے نیچے اس آخری ہفتہ میں

کیا ہو رہا ہے

دسمبر کے آخری ہفتہ کا نام اخباری دنیا میں کہیں کرسمس ویک اور کہیں کانفرنسوں اور کانگرسوں کا ہفتہ رکھا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈابیوں کا ہفتہ بھی کرسمس ویک نام کی وجہ تو صاف ظاہر ہے کہ اس ہفتہ میں عیسائیوں کے معتقدات کے موافق ۲۵ دسمبر کا وہ دن ہے جبکہ بیت اللحم کی کسی چرنی میں یوسف نجار کے گھر میں یسوع نام ایک بچہ پیدا ہوا جسکی بابت عیسائی باستثناء بعض بے گمان کرتے ہیں کہ وہ چرنی میں پیدا ہونے والا بچہ باوجودیکہ معمولی بچوں کی طرح پیدا ہوا تھا۔ اور پورے نو مہینے تک اپنی ضعیفہ والدہ کے پیٹ میں معمول کے موافق خون حیض سے پرورش پاتا رہا اور عام بچوں کی طرح پیشاب ہی کی راہ سے پیدا ہوا لیکن اسپر بھی وہ آدم زاد ہی نہ تھا بلکہ خدا کا بیٹا تھا نعوذ باللہ من ذلک

تکاد السمٰوٰت یتفطرن الاٰیۃ

اور اسدن کو یسوع یا کہ خدا کا میلادی دن سمجھکر بڑی عظمت اور شان کا دن قرار دیتے ہیں اور عام اصطلاح میں وہ بڑا دن مشہور ہو گیا ہے۔ حالانکہ عام طور پر وہ بڑا دن نہیں ہوتا بلکہ ۲۱ دسمبر کی رات بڑی سے بڑی رات ہوتی ہے اور ٹھیک سب سے بڑا دن ۲۱ جون کو ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک دجل ہے اور نصرانی ہتھکنڈوں کا شمہ کہ عام لوگوں میں اس دن کی عظمت کو قائم کرنے کے لیے اسدن کا نام بڑا دن رکھدیا ہے۔ اور اب بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ ۲۵ دسمبر کو بڑا دن ہے

اگر یہ بات سچ ہے کہ بیت اللحم کی کسی چرنی میں پیدا ہونے والا بچہ جس کا نام یسوع رکھا گیا تھا اسکی یادگار اور عظمت کے لیے اسدن جلسے کیے جاتے ہیں اور اسدن کو مقدس اور مبارک کہا جاتا ہے تو

لاریب

یہ خطرناک غلطی اور جہالت ہے جو ملک اور دنیا میں پھیل رہی ہے۔ اور وہ وقت قریب ہونا چاہیے اور ہمارا ایمان تو ہے کہ وہ وقت آگیا کہ جب اس مردہ پرستی اور مردم پرستی کے اعتقادوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور

دنیا میں ایک اور صرف ایک ہی خدا کی پرستش ہوگی اور مردہ

دمردار پرست قوموں اور لوگوں کے مذہب گمنام سمجھے جائیں گے

حقیقت میں اس سے بڑھ کر کوئی درد کا مقام نہیں ہو سکتا کہ ایک عاجز آدم زاد کو جو پیشاب و پاخانہ کی معمولی ضرورتوں کا ایسی حد تک محتاج ہے جیسے دوسرے انسان اور عام حیوان) خدا یا پسر خدا بنایا جاوے اور ایک **مشت خاک** کو جسکو ساری عمر سر دھرنے کی لیے بھی جگہ نہ ملی ہو اور جو لومڑیوں اور ہوائی پرندوں کے بسیروں پر رشک کرتا رہا ہو رب العالمین سمجھا جاوے۔

وہ دن بڑا ہی **منحوس اور تاریک** سمجھا جانا چاہیے جسدن کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جو دنیا میں اپنی عبودیت کے مقام کو چھوڑ کر **حی و قیوم** خدا کے عرش پر بیٹھنے کا مدعی ہو۔

چونکہ **مردم پرستی نہیں بلکہ مردہ پرستی** (جو موجودہ اعتقاد کے لحاظ سے) ساری ریکیوں اور ضلالتوں کا مجموعہ ہے اور خدا تعالیٰ کی معرفت سے بے نصیب رکھنے اور نجات کی حقیقی راہ سے دور پھینکدینے کا باعث ہے

پس

انسانیت اور لحاظ سے ۲۵ دسمبر کا دن گو کتنا ہی بڑا دن اور مبارک قرار دیا جاوے لیکن نفس الامر میں یہ دن بہت ہی **منحوس** اور قوم اور ملک کے لیے تاریک دن ہے۔ پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ دن جلسے منانے اور خوشیاں کرنے کے لیے کیوں مخصوص کیا جاتا ہے۔ اس قوم کی بدنصیبی اور **کم فہمی پر رونا چاہیے جو ماتم کے مقام پر خوشی کا اظہار کرے**

یہ دن تو رونے اور نوحہ خوانی کا دن ہونا چاہیے تھا اور کوشش متفقہ ہونی چاہیے تھی کہ اس دن کو بھلا دیا جاتا اور کوئی جاننے والا نہ رہتا کہ اسدن عاجز دنیا نو ان ابن آدم ہو کر خدا بننے والا پیدا ہوا تھا۔

مگر

افسوس اور رنج کی جگہ ہے کہ ایک قوم ہے جو اپنی ماتم کدہ میں ہنستی ہے اور اپنی جہالت کو دانشمندی اور گمراہی کو ہدایت تصور کرتی ہے وہ روحانی طور پر مرچکی ہے مگر اپنا شمار زندوں میں کرتی ہے۔ قعر ضلالت میں گری ہوئی ہے اسپر کہتی ہے کہ روشنی کے بلند **مینار** پر کھڑی ہوں حق و حکمت سے محض ناواقف اسپر فلاسفر اور ذکی عالم ہونے کی مدعی ہے۔

آہ! آہ!! آہ!!!

لیکن اے **سننے والو!** سنو! اور اے سوچنے والو! سوچو! اور یاد رکھو کہ **حق** ظاہر ہوگا اور وہ جو سچا اور حقیقی **نور** ہے وہ **چمکے گا**۔ اور آخر اس **ظلم عظیم** کا نام مٹ جاوے گا جو ایک عاجز انسان کو خدا بنانے کی صورت میں روا رکھا گیا ہے۔

یاد رکھو

انسان خدا کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور ایک ناچیز **قطرہ** خدا تعالیٰ کے ارادوں کو رد کرنیکی قوت نہیں رکھتا۔ فانی آدم زاد کے منصوبے انکی تدبیریں اور حیلے **الٰہی تجلیات** کے سامنے ایک طرفۃ العین کے لیے بھی نہیں ٹھیر سکتے۔

ہاں

تو **کرسمس ویک** کا پہلا دن ۲۵ دسمبر سے شروع ہوتا ہے اور کانفرنسوں یا کانگرسوں کا ہفتہ بھی اسی وجہ سے مشہور ہوا ہے کہ اس تقریب پر ایک ہفتہ یا کم و بیش عشرہ کی تعطیل ہوتی ہے اور اس تعطیل سے ملک کے بہی خواہ کہلانے کے خواہشمند اور قومی درد سے متاثر دل رکھنے کے مدعی اپنی قومی اور ملکی حالتوں پر نوحہ خوانی کرنے اور **یاوہ رفتگاں** کے لیے اس ہفتہ کو مختلف مقامات پر اجتماع اور جلسے کرتے ہیں اور چونکہ یہ جلسے کثرت سے ہوتے ہیں اس لیے یہ ہفتہ کانفرنسوں کے ہفتہ کے نام سے بھی مشہور ہو گیا ہے۔ ہم کوشش کرینگے اور اگر خدا نے چاہا تو ہم اپنے ناظرین کو ہندوستان کے بڑے بڑے قومی اور ملکی مجمعوں اور مذہبی اور دینی کانفرنسوں اور جلسوں میں لے جائیں گے اور انہیں دکھائیں گے کہ **ریفارمشن کی سٹیج** (میدان ریفارم اصلاح) پر کیا کیا تماشے ہو رہے ہیں اور **اہل نظر** ان سے کیا سبق سیکھتے ہیں۔ ہمارا کام صرف ان نظاروں کا دکھا دینا ہے اور اس سے سبق لینا یا مفید نتائج اخذ کرنا یہ پبلک اور دیکھنے والوں کا کام ہوگا۔ ہاں ہم ان جلسوں اور مجمعوں سے کیا سیکھتے اور سمجھتے ہیں اس کو ہم اپنی جگہ ظاہر کر دیں گے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ کوئی ان سے متفق ہو یا مخالف کیونکہ وہ ہماری ذاتی رائے ہے جس کے لیے **ہم آپ** ذمہ وار ہیں۔

ان قومی یا ملکی مجمعوں اور جلسوں میں ناظرین کو لے جانے سے پیشتر مناسب اور موزوں معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہم انکو ان مجمعوں اور جلسوں میں لے جائیں جو خصوصیت کے ساتھ ان ایام کے ساتھ مختص ہیں یا یہ کہ جن کے لیے مذہبی پابندیوں اور ہدایتوں کی بنا پر یہ دن مخصوص ہیں

معزز ناظرین!

ان جلسوں کے دیکھنے کے لیے آپکو کسی **گرجا** یا **مشن کمپونڈ** کا نظارہ کرنا چاہیے اور **یسوع پرستی** کی ہیکلوں میں جانا ہوگا ۔ اس قوم کے در و دیوار ساز و سامان اور انکے اخبارات پر ایک نظر کرنی ہوگی جو عیسائی یا مسیحی کہلاتے ہیں اور جن کا موزوں نام **یسوعی** ہونا چاہیے

چونکہ یہ سیر اخبار کی سیر بین کے ذریعہ سے ہو اس لیے ہم پہلے ان یسوعی قوموں کے اخبارات ہی کو اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ اور سامنے سے ۳۴ سال کے پرانے اخبار نور افشاں (جس کا مرادی نام نار افشاں ہونا چاہیے) کو لیتے ہیں اس کا پہلا صفحہ بیل بوٹوں سے مزین کیا گیا ہے اور ایک چرنی کی سی تصویر کے دو گوشوں سے آفتاب کا طلوع دکھایا گیا ہے جس کے ساتھ آفتاب کے طلوع سے لے کر اسکے غروب تک خداوند کا نام ممدوح ہوگا زبور ۱۱۳: ۳ اور اس کے بیچیں ایک ارضی دائرہ میں

۲۵ دسمبر
"آج تمھارے لیے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا جو مسیح خداوند ہے"
(لکھا ہے)

اور اس دائرہ کے نیچے ایک طرف کھجور کا درخت بنا کر اُس کے اوپر یہ لکھا ہے۔

تم پر جو میرے نام سے ڈرتے ہو آفتاب صداقت طلوع ہوگا اور اُسکے پنکھوں میں شفا ہوگی (ملاکی ۴: ۲)

اور دوسری طرف کھجور کے اوپر "ان لوگوں نے جو بڑے اندھیرے میں بیٹھے تھے بڑی روشنی دیکھی اور انپر جو موت کے ملک کے سایہ میں بیٹھے تھے نور چمکا (متی ۴: ۱۶) لکھا ہے اور پھر ان کھجوروں کے درمیان کرسمس ڈے کی مبارک باد کے نیچے

دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عمانوئیل رکھے گی (یسعیاہ ۷: ۱۴)

اور ایسا ہوا کہ جب وے بیت اللحم میں تھے اُس کے جننے کے دن پورے ہوئے اور اپنا پہلوٹھا بیٹا جنی۔

(لوقا ۲: ۶، ۷)

یہ آیات اور فقرے بائبل سے کوٹ کر کے لکھے ہیں۔ ہم ان آیات اور فقرات پر ایک ریویو کرنا چاہتے ہیں اور دکھانا چاہتے ہیں کہ ان آیات اور نشانات کا کیا مفہوم ہے اور یہ کس حد تک معقول اور درست ہیں

چہ کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

شریف مکہ کی سخت گیریوں اور دست درازیوں پر ہندوستان کے بعض اخبارات میں طویل طویل مضامین لکھے گئے تھے اور اب انہیں اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی اخبارات کی تقسیم شریف مکہ نے مکہ معظمہ میں محض اس وجہ سے بند کر دی ہے کہ انہیں انکی دست درازیوں کی شکایت بہت چھپتی رہتی تھی یہ کسقدر اخلاقی جرأت کی کمزوری ہے کہ شریف مکہ اپنے معاملات کو روز روشن میں لانے کی برداشت نہیں

حضرت حکیم الامت کے مکتوبات

جان من۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تمھارے فرحت بخش خط میں اتنک تکدر معلوم ہوتا ہے۔ میں تمھارا دعاگو آگے عذر کر چکا ہوں۔ مگر میری بدقسمتی سے پذیرا نہ ہوا۔ اچھا اب سہی۔ فصل الخطاب کو ایکبار اچھی طرح پڑھ لو۔ اور قرآن کریم بہت پڑھو اور نماز باجماعت ادا کیا کرو تاکید ہے۔ میں ان شاء اللہ تعالےٰ دو مہینے تک قادیان میں بعیت کے واسطے جاؤں گا۔ تیرا سچا دعاگو نور الدین ۲۱ ماگھ یکم فروری ۱۸۸۹ء

عزیز من السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ تمھارے دوست و محسن نے لودھیانہ میں دوسری شادی کر لی مبارک ہو۔

حضرت مرزا صاحب قادیان سے یہاں لودھیانہ رونق افروز ہیں۔ اور ۲۰ مارچ کے جلسہ بیعت میں ان شاء اللہ تعالےٰ یہ خاکسار بھی شریک ہوگا۔ کل حضرت امام الوقت مرزا صاحب کو عرضی لکھدی ہے جواب پر مفصل عرض ہوگا۔ ۱۰ مارچ ۱۸۸۹ء

ارشد ارجمند حفظک اللہ وسلم۔ بھلا خفگی کی کوئی وجہ بھی۔ بھلا اسقدر فراموشی آپ کے اور میرے للّہی محبت کے درمیان جائز ہے۔ پیارے عزیز۔ میرا اور آپ کا تعلق روحانی ہے قابل انقطاع نہیں۔ آگے تم جانو۔ سناؤ اشاعت قرآن شریف اور حدیث میں اب آپ کسقدر ساعی ہیں۔ والسلام

ارشد ارجمند حفظک اللہ وسلم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مدت کے بعد تمھارا فرحت نامہ مہجور دور کو پہونچا۔ پیارے سفر بھی کوئی عذر ہے۔ کیا ڈاک سفر میں بند ہو گئی ہے۔ ایسا نہ کرو۔ گاہے گاہے اپنے حالات سے خوشنودی رکھا کرو۔ پیارے صدیق حفظہ اللہ وسلم اور عزیزہ خدیجہ کا صدمہ تشخیص طبیب کو نصیحت تھی۔ انکو واجب ہے کہ نواہی الٰہی پر دھیان کریں۔ آیندہ معاصی سے اجتناب رہے کبھی کبھی مسائل کی چھیڑ چھاڑ خطوں میں ضرور ہوا کرے اس میں دینی مسائل محفوظ رہتے ہیں۔ والسلام ۲۲ اپریل از جموں

خاری ترم کہ تازہ زباغی بریدہ اند
محروم بوستانم مردود و انشتم

عزیز ارشد ارجمند حفظک اللہ وسلم گو نیم۔ یا راحت جان و آرام روح وروان ہو نسیم بہتر است کو برائے آیندہ اخی فی اللہ وحبی

ن اللہ نوشتہ باشم
الحمد للہ کہ محمد یوسف کی ہمشیرہ نے صحت پائی ۔ اللھم بارک فیہا آمین۔

شیطان کے بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے **یجری من الانسان مجری الدم** یعنی جیسے خون بدن میں چلتا ہے۔ ویسا ہی شیطان بھی۔ اور شیطان کو باری تعالے نے فرمایا ہے **کان من الجن**۔ پس جن کا جسم انسانی میں حلول کرنا ثابت ہوگیا۔ اب رہی یہ بات کہ جن کیا چیز ہے یہ علیحدہ مسئلہ ہے اگر پوچھوگے لکھونگا۔ اعمال سے جن قبضہ میں آتے ہیں یا نہیں۔ جس چیز کا نام جن شرع میں ہے وہ قابو میں آسکتے ہیں سلیمان علیہ السلام کا قصہ قرآن شریف میں دیکھو **ومن الشیطین من یغوصون له**۔

وطن کے واسطے دل تڑپتا ہے۔ آلا شاعت اعمال ہماری سرکار نے لاچار کر دیا حیران ہوں۔ کشمیر کا سفر معلوم نہیں ہوتا محمد صدیق محمد ظہور الدین کو السلام علیکم حافظ کے واسطے عنقریب تدبیر کرتا ہوں بخدمت میاں غلام حسین صاحب و حافظ احمد یار صاحب السلام علیکم۔

۸ر جون ۱۹۰۶ء نورالدین

بنام حافظ احمد یار صاحب

احمد اندر جان احمد شد پدید
اسم من گردید آں اسم وحید

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ **یاتی من بعدی اسمہ احمد** سے مراد ہمارے سید و مولی ہادی کامل خاتم النبیین رسول رب العالمین محمد مصطفی احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہی امر سچ ہے حکیم فضل الدین صاحب نے اگر اس کے خلاف کہا ہے تو غلط اور بالکل غلط کہا ہے۔ ہاں اگر ایک احمد علیہ الصلوۃ والسلام کا خادم اپنی خدمت کے لحاظ سے اور غلامی کی راہ سے فرماوے کہ میں بلحاظ کامل محبت اور سچی خدمت کے **وہی احمد ہوں**۔ بلکہ اس کا مولے اور خالق جل شانہ ارشاد فرماوے کہ تو تو **احمد ہے** تو یہ امر دیگر ہے۔ اسی کارڈ کے اوپر جو شعر لکھا ہے اس پر غور کرو حضرت مرزا جی کا فرمایا ہوا ہے۔

نوٹ حافظ صاحب کے اس سوال کے جواب میں کہ اس آیت میں احمد سے مراد جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں یا اس سے صرف جناب امام صادق مہدی زمان **علیہ الصلوۃ** والسلام مراد ہیں یہ جواب حضرت حکیم الامۃ سلمہ ربہ کی جانب سے دیا گیا تھا۔

عاجز اللہ داد ۔ کلرک شاہ پور

برادرم حفظک اللہ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر سونا تعظیم کے خلاف ہے ۔ اور قرآن شریف میں وارد ہے **ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب**۔ اور بیت اللہ سے بڑھ کر کونسی چیز ہوگی جو شعائر اللہ میں داخل ہو۔

پس خوردہ عورت اجنبیہ کا مرد اجنبی کو اور مرد اجنبی کا عورت اجنبیہ کو کھانا جائز ہے ۔ اس میں جب تک کوئی دلیل نہیں ہے ۔ تو اباحت اصلیہ اسکے جواز کی دلیل ہے۔

الحمد شریف بدستور سابق غور سے بہت پڑھا کرو ۔ ان شاء اللہ تعالے بہت فائدہ ہوگا۔ اور جو وصیت تم نے لکھی ہے ۔ بہت ٹھیک ہے ۔ اس میں کوئی بات خلاف شرع معلوم نہیں ہوتی۔ ایسی وصیت لکھکر ہمیشہ اپنے پاس رکھنی چاہیئے حدیث شریف میں بھی وارد ہے۔

اور میرے صدمہ کی بابت آپ نے سنا ہوگا ۔ دعا کیجیے آئندہ کے واسطے خداوند تعالے رحم فرمائے ۔ آمین اور میرے بھائیوں کو جنت الفردوس میں جگہ دے آمین

امیر کابل ملاؤں کا محکوم ہے

اخوندزادہ حضرت مولانا مولوی سید عبد اللطیف شہید رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر لکھتے وقت ہم نے امیر کابل کو ملاؤں کا محکوم امیر لکھا تھا ۔ امیر کے ملاؤں کے محکوم ہونے کی ایک اور تازہ خبر پہونچی ہے جو پائونیر اور دوسرے اخبارات میں شائع ہو گئی ہے کہ امیر حبیب اللہ خان نے اپنے پایہ تخت میں جو بیت العلوم مغربی علوم کی تعلیم کے لیے جاری کرنا چاہا تھا اور جس کے واسطے انجمن حمایت الاسلام لاہور کے توسط سے پروفیسر بہم پہونچائے گئے تھے اس بیت العلوم کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ وجہ وہی ملاؤں کی حکومت جنھوں نے مسلمانوں کو کفار کی زبان کے نہ سیکھنے کا فتویٰ دیا ہے۔ اس قسم کے واقعات صاحبزادہ صاحب کی شہادت کے واقعہ پر پوری روشنی ڈال رہے ہیں۔ اور ملاؤں کے وسیع اثر کا اظہار کر رہے ہیں جو امیر پر انکا ہے اور جہاد کی متعلق جو پالیسی وہاں کے ملاؤں کی ہے اس پہلو کو واضح کر رہے ہیں ۔ ہم تفصیلی طور پر لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر ضرورت ہوئی۔ ان شاء اللہ تعالے۔

یک نشد دو شد

لاہور کے آریہ گزٹ نے جنوری سنہ ۱۹۰۷ء میں بحوالہ سماچار لکھا کہ کابل کی یہ خبر آئی ہے کہ مرزا قادیانی کے دو مرید ڈنکو بڑی اذیت سے ہلاک کیا گیا اخبارون میں عام ہو رہی ہے مگر پنجاب سماچار کا سعدی نامہ نگار اس سے بڑھ کر یہ افسوسناک خبر سناتا ہے کہ ۲ جنگل امیر صا...

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبات

۸ر جنوری ۱۹۰۷ء کو مولانا موصوف نے ایک مختصر مگر نہایت ہی ضروری خطبہ پڑھا جسکو ہم اپنے الفاظ اور طرز پر بطور حاصل المطلب درج کرتے ہیں — (ایڈیٹر)

واعظ موت

اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں سب سے زیادہ تاکید تقوےٰ کے لیے کی ہے؟ اللہ کا خوف رکھنا اور ہر وقت اللہ تعالے کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا اسی کو اپنی ڈھال (سپر) بنانا تقوی کے معنے ہیں ہر حال میں اللہ تعالے ہی کو مدنظر رکھنا قرآن شریف کی تعلیم کا اصل مقصد اور غرض ہے قرآن شریف کے ۳۰ سیپاروں میں جس قدر تاکید **تقوی اللہ** کے متعلق کی گئی ہے اور کسی چیز کے لیے نہیں اور حقیقت میں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (تقوی اختیار کرو کیونکہ تقوی ہی ساری نیکیوں کی کلید ہے) سب نیکیوں کی جڑ اور مفتاح یہی تقوی ہے۔ جس میں تقوی نہیں وہ جو چاہے سو کرے ۔ لیکن ایک خوف خدا سے ساری نیکیاں ہوسکتی ہیں اور انسان بدیوں سے بچ جاتا ہے پس سنو! اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تقوی اختیار کرو اور ہر شخص یہ دیکھ لے کہ اسنے کل کے واسطے کیا آگے بھیجا ہے ۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جامع بات پوچھی آپ نے فرمایا کہ **موت کو یاد رکھو** مگر اس شخص نے سمجھا کہ یہ تو معمولی سی بات ہے شاید میں پھر پوچھوں تو کوئی اور بات بتائیں چنانچہ اُسنے پھر پوچھا اور آپ نے پھر وہی جواب دیا اور تین مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ وہ پوچھتا تھا اور آپ فرماتے تھے کہ موت کو یاد رکھو۔

حقیقت میں جس شخص کو موت نصیحت دینے والی نہیں ہے اُس کو کوئی ہادی بھی ہدایت نہیں کر سکتا ۔ آج موت کا بازار خوب گرم ہے اور ایسا گرم ہے کہ ایسی عام موت کبھی نہیں ہوئی ۔ اور ضروری یہی تھا کہ موت اسی طرح واقع ہوتی۔ کیونکہ اللہ جل شانہ کی تمام کتابوں میں اور کل نبیوں اور راست بازوں کی زبانوں پر **مسیح موعود** کے زمانہ کا یہ نشان رکھا گیا تھا ۔ کہ جب دنیا اس سے اعراض کر جائے گی اور فسق و فجور اور محرمات کیطرف دنیا میلان کر جاوے گی اس آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہوگا **مری یا طاعون** پھیلے گی خدا تعالے کی کتاب مجید میں بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ملفوظات میں بھی ایسا ہی ہے۔ اور تمام نبی تورات میں یہی پیشگوئی کرتے چلے آئے ہیں کہ آخری زمانہ میں طاعون کے ذریعہ **موت** پھیلے گی۔

اب دیکھلو کہ یہ پیشگوئی کیسی پوری ہوئی ہر سیکڑوں گاؤں اس سے ہلاک ہو چکے ہیں اور ابھی تک کسی مادی آدمی اور ڈاکٹر کو اس کے علاج میں کامیابی نہیں ہوئی اور نہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس کا دورہ کب ختم ہوگا ۔ تمام ڈاکٹروں نے اپنے ہتھیار پھینک دیے ہیں گورنمنٹ نے لاکھوں روپیہ خرچ کیا مگر آخر الگ ہونا پڑا ۔ کئی لاکھ روپے کے خرچ سے ٹیکہ کے لیے ڈاکٹر بلائے۔ آخر اعتراف کرنا پڑا کہ کوئی علاج نہیں ہے ۔ بیشک اسکا علاج کیسے ہو جبکہ یہ **رجز من السماء** ہے یعنی چیز کا جو قہر الہی کی صورت میں آئی ہو زمینی **علاجوں** سے کیا ہوسکتا ہے؟ اسوقت بڑا ہی سنگ دل اور شقی ہے وہ شخص جو اس **نذیر** سے فائدہ نہیں اُٹھاتا ۔ یہ بالکل سچ ہے جس کے لیے موت نہ ہادی اور واعظ نہیں ہے اور کوئی چیز اسکے ڈانٹنے والی نہیں ہوسکتی ۔ دیکھا گیا ہے کہ جہاں ایک مرتبہ طاعون کا حملہ ہوا۔ بار دیگر پھر وہاں اُس کا حملہ ہوا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اسکا حملہ کب تک رہے مگر خدا تعالے کی وحی میں تو لکھا ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

یعنی اللہ تعالے اس طاعون کو نہیں اُٹھائے گا جب تک کہ دنیا اپنی حالت کی اصلاح نہ کریگی بہت سے سنگدل اور ملکوں میں اس نظارہ کو دیکھتے ہیں کہ دنیا ہلاک ہو رہی ہے مگر وہ اس نظارہ سے کوئی عبرت نہیں لیتے اور نہیں ڈرتے کہ یہ انکے لیے نذیر ہے ۔ شاید وہ اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ خود ہی اسکا لقمہ بن جاویں مگر یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالے کی اس بولنے والی کتاب سے عبرت نہیں پکڑتا اور سبق نہیں لیتا وہ خود دوسروں کے واسطے نمونہ کیا ہوگا۔

پس تقوے اختیار کرو یعنی اللہ تعالی کی صفات کا حیا کرو ۔ اگر ایک شخص اسبات پر ایمان لاتا ہے کہ اللہ تعالے آنکھ کی خیانت کو جانتا ہے اور دل کی نہاں در نہاں خیانتوں کو جانتا ہے اگر وہ اللہ تعالے کی علیم خبیر لطیف صفت پر ایمان لاتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اسکے سامنے کھلی بیحیائیاں کرتا ہے اس طرح سے

ر تو صفت پر ایمان ہے اور ہم ذ قلکم فی
ہے ان پر ایمان لاتا ہے تو کیوں رشوت اور
دوسرے ناجائز ذریعوں سے رزق کے حاصل
کرنے کی کوشش کرتا ہے ؟ غرض خدا تعالیٰ کی
اس صفت کو مان کر ان سے حیا کرنی چاہیے
اصل تقویٰ ہے۔ اور یہی تقویٰ کی تعریف
متقی کے لیے خدا تعالیٰ کی کتاب میں عجیب
وعدے ہیں یحب المتقین اور
ولی المتقین اس میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
متقیوں کا دوست اور ولی ہوتا ہے۔ متقی کیلیے
ہے من یتق اللّٰہ یجعل لہ مخرجا
متقی بناتا ہے اگر وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہو
ہر چند کیسی ہی راہ اور روبند ہو مگر اللہ تعالیٰ
اس کے لیے راہ بنا دیتا ہے اور اسکے لیے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجود ہے۔ تمام فاسق
اور دشمنوں کے مقابلہ میں امام المتقین اور
اسوۃ المتقین کو اللہ تعالیٰ نے بچا کر دکھایا ہے
وہ خوفناک گھڑی جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا احاطہ کر لیا کیسی خوفناک گھڑی
اور کوئی راہ نکلنے کی بظاہر موجود نہ تھی اس
وقت کوئی حشم و خدم ساتھ نہ تھے جو دشمن کا
مقابلہ کرتے مگر اللہ تعالیٰ نے امام المتقین کو کیسے
بچایا کہ دشمنوں کو اندھا کر کے نکل گئے + انہی
رہبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیرو
اور پاک شریعت کے خادم آپ ہی کے غلام
موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی راہ میں بہت
مقدمے بنائے گئے۔ جان اور مال اور آبرو کے
خلاف دشمنوں نے کیا کیا منصوبے
اور مکیدوں اسکے خلاف کیے۔ آریوں۔ سکھوں
برہموں۔ عیسائیوں۔ اور مسلمانوں نے
مل ملکر اسکے استیصال کی کوشش
کی مگر خدا تعالیٰ نے انکو اپنے مقصدوں میں نا
کام رکھا آج بھی دشمن اسکے خلاف بیٹھے ہوئے ہیں
انجام بتا دے گا کہ خدا کی نصرت کس کے ساتھ ہے

غرض

ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ متقی بنے کیونکہ تمام
نصرتیں اور تائیدیں متقی ہی کو ملتی ہیں اسے چاہیے
کہ وہ شہداء علی الناس ہو اور اپنے پاک نمونہ
سے دوسروں پر حجت قائم کرے۔ دیکھو سنکروں کا
حساب تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے مگر ماننے والوں پر
حجت پوری ہو چکی ہے انھوں نے نشان
دیکھے ہیں اور اب بھی اگر وہ خدا تعالیٰ
کے ماتحت میں دیکھ کوئی بدکاری کرتے ہیں
وہ خدا سے استہزا کرتے ہیں پس اس سے ڈرو
ہمیشہ موت کو سامنے رکھکر خدا سے حیا
کرو۔ تا کہ تم دنیا کے لیے نمونہ اور شہید
الناس ہو جاؤ۔

کی
ایک شاہ صاحب سٹیشن ماسٹر جگر کوٹ ضلع کو ناک کی صاحبزادہ
ضرورۃ نکاح قاریہ جاہلی کی دختر تھی
انتقال ہو گیا ہے اور اب سید صاحب اپنی لڑکی کی دوسری
شادی کرنی چاہتے ہیں بابو صاحب کا لڑکا حسب دلخواہ عمر میں سب
جو سال سے خوش خلق جوان انٹرنس پاس یافتہ
جو صاحب ایسا نکاح پیدا کرنیکے خواہشمند ہوں بابو صاحب
سے خط و کتابت کریں یا ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت بسبب اعدا نزلہ اور زکام کی وجہ سے ناساز رہی جمعہ کو آپ نے بعد نماز جمعہ بعض نئے آئے ہوئے خدام سے ملاقات فرمائی۔ خصوصیت کے ساتھ اس ملاقات کا شرف ہمارے محترم مخدوم عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب کے بڑے بھائی جناب نواب احسن علیخان صاحب اور ریاست کوٹلہ کے مشیر اعلیٰ میر محمد یمین صاحب کو بھی حاصل ہوا۔ نواب صاحب اور میر صاحب نے حضرت حجۃ اللہ سے کیا باتیں کیں اور اعلیحضرت نے کیا فرمایا اسکے لیے ناظرین کسی دوسری اشاعت کا انتظار کریں

۲۔ بزرگان ملت حضرت حکیم الامۃ اور فاضل سیالکوٹی اور فاضل امروہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ اور خدمت دین میں مصروف اول الذکر بزرگان رسالہ ترک اسلام کے جواب کے مسودوں اور کاپیوں اور پروفوں کی اصلاح و نظر ثانی میں علاوہ دیگر مستقل خدمات دین کے لگے ہوئے ہیں۔ فاضل امروہی نے سرالشہادتین ایک چھوٹا سا لطیف رسالہ لکھا ہے جو الحکم میں بہت جلد طبع ہوگا

صاحبزادہ صاحب پیر سراج الحق صاحب نعمانی کا رسالہ طیار ہے وفات مسیح پر نئی بحث ہے جو دیکھنے کے قابل ہے قیمت ار علاوہ محصول پیر صاحب سے طلب کرنا چاہیے۔

۳۔ علاقہ بار۔ کریام۔ راہوں۔ مونگیر اور کئی دیگر مقامات سے خدام آکر بہرہ اندوز سعادت ہو رہے ہیں

۴۔ کسی قدر بارش ہو گئی ہے جسکی وجہ سے موسم میں زیادہ سردی کی چمک پیدا ہو گئی ہے

دارالامان کی مقامی ضرورتیں

الحمد للہ ڈاک خانہ کا انتظام ڈاک کی روانگی اور رسیدگی کے متعلق خاطر خواہ ہو گیا ہے لیکن ہمکو یہ شکایت ضرور ہے کہ مقررہ وقت پر جو ظاہر کیا گیا ہے ڈاک قادیان پہنچتی نہیں ہے جس کی وجہ سے ڈاک کی روانگی میں بھی دیر کا ہو جانا قرین قیاس ہے۔

امید ہے کہ جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر اس فرو گذاشت کے رفع کرنے میں سعی فرمائینگے علاوہ بریں ابھی تک ایک نقص اور باقی ہے کہ ایل ۲۰ کے نام تھیلی طیار ہونے کی وجہ سے صبح تک ڈاک کو بٹالہ انتظار کرنا پڑتا ہے + اور یہ نقص رفع نہیں ہو سکتا جبتک کہ تھیلی بٹالہ کے نام نہ بنائے جاویں اور دوسرے موسم میں ڈاک نہ جائے۔ غالباً اس ضرورت اور تکلیف کو صاحب سپرنٹنڈنٹ جیسا بیدار مغز آدمی پہلے ہی سے محسوس کر چکا ہوگا اور اگر ابھی تک خیال نہیں آیا تو اب خیال فرما کر اسکو رفع کریے۔

وہی قادیان کی سڑک کا جھگڑا

۸رجنوری سنہ ۱۹۰۴ء کو جناب لالہ موتی رام صاحب تحصیلدار بٹالہ۔ قادیان تشریف لائے اور ۹ر جنوری کو آگے تشریف لے گئے۔ آپکو قادیان کی صفائی وغیرہ ضروریات پر خصوصیت کے ساتھ توجہ ہے چنانچہ آپ نے پھر قادیان کو نوٹیفائڈ ایریا قرار دینے کے متعلق تحریک کرنی چاہی ہے اور قادیان اور بٹالہ والی سڑک کے متعلق بھی آپ نے مناسب ایکشن لینے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔ اگر صاحب موصوف اس امر پر زیادہ توجہ کریں تو یہ کام کچھ مشکل نہیں۔ یہ سڑک خصوصاً وہ حصہ جو سڑک سے الگ ہو کر قادیان تک آتا ہے نہایت ہی خطرناک حالت میں ہے۔ رات میں زمینداروں نے بند مار مار کر اسکو اور بھی مخدوش بنا دیا ہوا ہے۔ تحصیلدار صاحب نے بعض لوگوں کے بیانات بھی اس کے متعلق لیے ہیں اور پوری توجہ کرنی چاہی ہے جس سے ہمکو امید ہو چلی ہے کہ اب ہماری شنوائی ہو کر رہے گی۔ انشاء اللہ قادیان میں جن صاحبوں کی روڑیاں ملحق بہ شہر پڑی ہیں انکو اٹھانے کا حکم دیا گیا ہے بصورت ثانی ان کے مناسب تدارک کا حکم ہے +

غرض تحصیلدار صاحب کو اپنے علاقہ کی ہر طرح بہتری اور بھلائی کا خیال ہے۔ چونکہ آپ اپنے فرض منصبی کو نہایت دیانتداری اور محنت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور کسی قسم کا ذاتی یا مذہبی تعصب آپ میں نہیں اسلیے ہندو اور مسلمان دونوں آپ کو عزت اور پیار کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ایک برہما انسپکٹر پولیس اور مرزا صاحب قادیانی

پنجہ فولاد میں مندرجہ ذیل مراسلت عنوان بالا سے چھپی ہے جو مولوی عبد السلام رفیقی حال وارد رنگون نے اخبار مذکور کو بھیجی ہے

وہو ہذا

میں سیر کو جا رہا تھا کہ ایک برہما انسپکٹر پولیس اتفاقیہ ملاقی ہوئے اگرچہ میں برہما زبان سے بالکل ناواقف ہوں۔ مگر وہ انسپکٹر صاحب کچھ اردو جانتے تھے اور انگریزی اعلیٰ درجہ کی۔ میں انکے برعکس اردو اچھی جانتا ہوں اور انگریزی کم۔ خیر حسب طرح ہم دونوں نے آپس میں گفتگو شروع کی۔ انسپکٹر صاحب نے بیان کیا کہ ہمارے بھی آباؤ اجداد اصل میں برہما کے رہنے والے ہیں۔ یہاں آکر انھوں نے شادی کیں ہم پیدا ہوئے اور ہم بغرض تجارت اپنے اجداد کے برہما کے برہمار ہے۔ میرے مختلف سوالات کے جواب میں انھوں نے ذیل کی باتیں ذکر کیں۔ اگر ہم اس لباس (برہما) کو چھوڑ دیں اور اپنا نام اس پر نہ رکھیں۔ تو ہمکو اس لائق نہیں لیا جاتا۔

میں مرزا صاحب قادیانی کے خیالات کو بہت پسند کرتا ہوں۔ میں نے انکی بعض تصانیف دیکھی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ضرور کوئی چیز ہے۔

میں نے اب پنشن لے لی ہے لڑکوں کو جو لڑکے ہیں آرام سے ہیں۔ ایک کے لیے خیال ہے کہ اسے ولایت بھیجا جائے۔ اس کے خرچ کی فکر جب میں اس کام سے فارغ ہونگا تو ضرور یہ مرتبہ قادیان جاؤں گا۔ اور مرزا صاحب کی زیارت کروں گا۔ وغیرہ وغیرہ

عبد السلام رفیقی حال وارد رنگون۔

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید
ز جام دہر کل من علیہا فان

الحکم کے یوم اجرا کے خریداروں میں سے ہمارے مکرم مخدوم منشی محمد خان صاحب افسر بگی خانہ کپورتھلہ بھی تھے جنھوں نے سال رواں کے پہلے ہی ہفتہ میں اس جہان فانی سے دار البقا کو کوچ کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

منشی محمد خان صاحب مرحوم کی حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ محبت اور اخلاص عشق کا رنگ اختیار کر چکا تھا۔

خانصاحب موصوف کے متعلق ہمکو اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں جو خود اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ کے متعلق ایک موقع پر لکھا ہے

"حبی فی اللہ میاں محمد خان صاحب ریاست کپورتھلہ میں نوکر ہیں نہایت درجہ کے غریب طبع صاف باطن دقیق فہم حق پسند ہیں اور جس قدر انھیں میری نسبت عقیدت و ارادت و محبت و نیک ظن ہے میں اسکا اندازہ نہیں کر سکتا مجھے ان کی نسبت یہ تردد نہیں کہ ان کی اس قدر ارادت میں کبھی کچھ خلل پیدا ہو بلکہ یہ اندیشہ ہے کہ حد سے زیادہ نہ بڑھ جائے وہ سچے وفادار اور جاں نثار اور مستقیم الاحوال ہیں خدا ان کے ساتھ ہو آمین۔"

وہ سارٹیفکیٹ ہے جو خانصاحب ممدوح کو خدا تعالیٰ نے برگزیدہ جری اللہ فی حلل الانبیاء نے دیا ہے اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ آخری دم تک صفوں سے اپنے آپ کو اسکا مستحق ثابت کیا۔

خان صاحب کئی مہینے سے بیمار تھے اور دن بدن ان کا مرض الموت ثابت ہوتا جاتا تھا آخر آخری پیام آپہونچا اور خانصاحب صالحین کی موت رخصت ہوئے۔ اس میں شک نہیں کہ خانصاحب مرحوم کی موت آخر بشری تقاضوں کے لحاظ سے انکے خاندان انکو دوست و احباب اور ہمارے سلسلہ کے لیے ایک رنجدہ خبر ہے لیکن یہ معلوم کرکے رنج جاتا رہتا ہے کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ اور انکی موت مبارک موت تھی۔ خانصاحب ممدوح اپنی امتحان میں پورے اُترے اور ہم ابھی جو اس کشتی میں سوار ہیں اپنی جگہ لرزاں اور ترساں ہیں۔ خدا کرے کہ اسی ایمان پر خاتمہ ہو۔

خانصاحب ممدوح کے آخری الفاظ یہ بتلائے گئے ہیں

کر گئند۔ تقدیر۔ میں برداشت کرونگا۔ ایسا ہی ہونا تھا اور ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔

خان صاحب کی وفات سے ان کے خاندان کو بیشک صدمہ پہونچا ہے لیکن جبکہ خان صاحب نے مرنے سے پہلے خود فرمایا کہ خدا متقی کی اولاد کو ضائع نہیں کرتا ہے۔ اس برتر و مقتدر ہستی سے امید ہے کہ وہ ان کے خاندان کی خود ہی حفاظت اور پرورش فرمائے گا اور بجز اس کے ہے ہی کون جو اس کے عاجز بندوں کی دستگیری کر سکے

ہم منشی عبد المجید خان صاحب خانصاحب کے بڑے صاحبزادہ اور آپکے بھائی منشی سردار خان صاحب کو صبر و ضبط کرنے کی مزید ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ خدا کا شکر ہے وہ سب کے سب رضا بقضا پر ایسی طرح ایمان رکھتے ہیں جسطرح انکا نیک باپ اور بھائی رکھتا تھا اور وہ سب کے سب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ پر پورا ایمان رکھنے والے ہیں۔ ہم قوم کی طرف سے تعزیت کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے پس ماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خود انکی جزا ہو۔ آمین۔

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ نے ۸ر جنوری ۱۹۰۵ء کو خان صاحب کا جنازہ اپنی جماعت کو لیکر بعد نماز جمعہ مسجد مبارک میں پڑھا اور دیر تک دعا فرماتے رہے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ ہماری احمدی جماعت جہاں جہاں ہے اپنے مغفور بھائی کا جنازہ پڑھے گی +

اس کے بعد دو چار الفاظ ریاست کپورتھلہ کے ذمہ وار عہدہ داروں اور بگی خانہ کے اعلیٰ افسر کی خدمت میں بھی ہم عرض کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ خان صاحب ممدوح نے جس دیانت داری اور جفاکشی کے ساتھ اپنے فرض منصبی کو ادا کیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ان کے خاندان کے جائز حقوق کی حفاظت فرمائی جاوے۔ ہمیں یہ سنکر خوشی ہوئی ہے کہ بگی خانہ کے اعلیٰ افسر اور ریاست کے چیف سکرٹری صاحب نے منشی عبد المجید خان کے سر پر دست شفقت رکھا ہوا ہے۔ مہا رانی صاحبہ نے خانصاحب کے جنازہ کے لیے ایک قیمتی دوشالہ بھی بھیجا + ان کے جنازہ کے ساتھ ایک ہزار آدمی کی بھیڑ بھاڑ بتائی جاتی ہے غرض مرنے والا مرگیا اور اپنی بہت سی خوبیوں کو یادگار چھوڑ گیا +

الحکم کے ساتھ انکو خاص محبت اور انس تھا اب بظاہر الحکم ان کے نام بند ہوتا ہے مگر ہم خانصاحب کے ساتھ آخری دم تک نباہنا چاہتے ہیں اور اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے نام سے ایک اخبار مفت کسی ایسے شخص کو دیا جاویگا جو الحکم سے محبت رکھتا ہے اور خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا

منشی عبد المجید خان اور ان کے چچا منشی سردار خان صاحب سے بھی ایک درخواست کرنا چاہتے ہیں کہ وہ محترم مرحوم کی یادگار اور ان کے روح کو ایصال ثواب کے لیے تعلیم الاسلام کالج کے لیے محمد خان سکالرشپ کے نام سے کوئی مستقل وظیفہ جو کسی مسکین یا یتیم کی تعلیم کے مصرف میں آسکے۔ دین

ایک مشنری انگریز قادیان میں

۴ر جنوری ۱۹۰۵ء کی صبح کو گورے رنگ بھوری داڑھی اور نیلی آنکھوں والا ایک سادھو گیروے کپڑے پہنے ہوئے سر پر گیروی پگڑی باندھے ہوئے ننگے پاؤں پر موٹا دیسی جوتا پہنے ہوئے آنکھوں پر عینک چڑھائے ہوئے بائسکل پر سوار معہ ایک اور ساتھی جو لباس میں اُسکا ہمرنگ اور دوسری بائسکل پر سوار تھا قادیان میں آوارد ہوا۔ اور بیان کیا کہ میں مرزا صاحب کی ملاقات کے واسطے آیا ہوں۔ لوگ اُسے مدرسہ تعلیم الاسلام کے مکانات کی طرف لے آئے جناب ہیڈ ماسٹر مدرسہ مفتی محمد صادق صاحب نے اُسکی شکل اور لب و لہجہ سے معلوم کرکے کہ یہ ایک انگریز دیسی لباس میں ہے فوراً اُس کے واسطے خاطر داری کے ساتھ آرام کی جگہ طیار کرکے اُسے اُتارا اور حالات دریافت کیے۔ معلوم ہوا کہ یہ صاحب ڈاکٹر پنل ہیں جو انگلستان کے باشندہ اور چرچ آف انگلینڈ کے مشنری ڈاکٹر ہیں گیارہ سال سے بنوں میں کام کرتے ہیں پشتو اور اردو بول اور سمجھ سکتے ہیں اور اب فقیرانہ لباس میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے بزرگوں سے ملاقات کے ارادہ کے لیے اور جابجا وعظ کرنے کی نیت سے بنوں سے اپنا نکلنا ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چار ماہ کے عرصہ میں کلکتہ تک پہونچنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہانتک بائسکل پر آئے ہیں اور آئندہ سفر بھی بائسکل پر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا ساتھی ایک نوجوان لڑکا تھا جسکو ڈاکٹر صاحب اپنا متبنیٰ بیٹا کہتے تھے اور ظاہر کرتے تھے کہ یہ مسلمان ہے۔ مگر وہ تمام امور میں بظاہر ڈاکٹر صاحب کے رنگ میں رنگین تھا۔

خاکسار ایڈیٹر اور دوسرے احباب نے جن کی ملاقات ڈاکٹر صاحب سے ہوئی ان کی خدمت میں بہت اصرار کیا کہ جب ڈاکٹر صاحب مختلف مقامات میں مختلف مذاہب کے بزرگوں کو دیکھنے کے واسطے نکلے ہیں تو یہ مقام سب سے زیادہ اس امر کا مستحق ہے کہ سب سے زیادہ ٹھیریں کیونکہ بلحاظ دعوے کے اور اس کے ظاہری نتائج کے اس جگہ ایک ایسا شخص اور ایک ایسا سلسلہ اور ایک ایسا فرقہ مذہب موجود ہے کہ بلحاظ عظمت و شان کے اس کا مقابل اسوقت تمام دنیا میں موجود نہیں۔ لیکن چونکہ ڈاکٹر صاحب پہلے سے ٹھان چکے تھے کہ ایک دن سے زیادہ نہ ٹھیرینگے اس لیے وہ اپنے پروگرام کو نہ توڑ سکے اور بسبب اس کے کہ حضرت اقدس کی طبیعت علیل تھی۔ آنحضرت کی ملاقات کے بغیر ہی ڈاکٹر صاحب دوسری صبح کو واپس چلے گئے۔

تاہم اس تھوڑے سے عرصہ میں ڈاکٹر صاحب نے اس پاک سلسلہ کے حالات کے متعلق مختلف احباب سے بہت کچھ سنا اور دیکھا۔ چنانچہ ہم ذیل میں مختصر وہ چند باتیں تحریر کرتے ہیں جو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے درس حدیث میں اور مفتی محمد صادق صاحب کی زبانی ڈاکٹر صاحب نے سنیں۔ ڈاکٹر صاحب ان سب باتوں کو خاموشی کے ساتھ سنتے رہے اور عموماً سر تسلیم ہلاتے رہے۔ اور ہاں ہاں کرتے رہے لیکن کہیں کہیں اگر ڈاکٹر صاحب نے اثنائے گفتگو میں کوئی کلام یا سوال کیا تو وہ بھی ہم اسجگہ درج کردینگے۔

ڈاکٹر صاحب کے تھوڑی دیر کے بعد مفتی صاحب انکو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی نشست گاہ میں لے گئے۔ جہاں ڈاکٹر صاحب کی استدعا کے مطابق درس حدیث جو طلباء کا روزانہ سبق تھا شروع ہوا جس میں پہلے حضرت مولانا موصوف نے اس بات پر چند کلمات فرمائے کہ احادیث میں راویوں کے نام ذکر کرنا اور درجہ بدرجہ ایک روایت کو نہایت تحقیق اور تدقیق کے ساتھ اصل متکلم تک پہونچانا یہ پاک طریق صرف اسلامی کتب میں پایا جاتا ہے اور اس کے بالمقابل دوسرے تمام مذاہب کی روایات خواہ انکا راوی اصل متکلم سے کتنے ہی بعد ہوا ہو بغیر کسی سند کے یوں ہی ذکر کردی جاتی ہیں جس سے انکی صداقت پر بہت کچھ شبہ پڑتا ہے۔ پھر احادیث میں طلباء نے یہ ذکر پڑھا کہ ہر رکعت میں قرآن شریف کا کچھ حصہ ضرور پڑھنا چاہیے۔

اسپر حضرت مولانا موصوف نے فرمایا کہ یہ اس واسطے ہوا کہ قرآن شریف اصل بیان اور عبارت میں محفوظ رہے چنانچہ اس وقت سے قرآن شریف کی پوری حفاظت سینہ بسینہ ہورہی ہے قرآن شریف کے اصلی ہونے میں کوئی شبہ ایسا پڑ نہیں سکتا جیسا کہ توریت اور انجیل کی عبارتیں بہت سی شکوک و شبہات کے نیچے دب گئی ہیں بلکہ اکثر محقق عیسائیوں کے نزدیک ان کا بہت سا حصہ جعلی اور ان لوگوں کا نہیں جن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اصل زبان انجیل کی تو بالکل دنیا سے مفقود ہی ہوگئی ہے + اسی سبق میں طلباء نے کئی جگہ پڑھا کہ اُس مقام پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فلاں سورت پڑھی اور اس مقام پر وہ تلاوت پڑھی اسپر حضرت مولانا موصوف نے بیان فرمایا کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن شریف کی آیات اور سورتوں کی ترتیب سب اُس مقدس رسول کے زمانہ سے چلی آتی ہے اور یہ بالکل غلط ہے کہ بعد میں کسی نے آیات اور سورتوں کی ترتیب وغیرہ کی ہے۔

باقی آیندہ

الانوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا